اطلاع اس رسالہ کو سوائے شیعہ کے اور مذہب کے لوگ از راہ عنایت نہ دیکھیں

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۱۰۱

للہ الحمد والمنہ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے اور جو عمدہ
تصنیفات فاضل جلیل و عالم بے عدیل ہوتے جو سید محمد علی حسن صاحب
ادام اللہ فیضہ الجمیل سی سے اور جسکا نام نامی

منہج الوصول فی الاصول
علی منوال
الفصول فی الاصول

ہی خاص بغرض افادہ و استفادہ عامہ مومنین شیعہ اثنا عشری
اہل ہند کی بسعی و حسن اہتمام خیرخواہ مومنین
سید عابد علی رضوی مالک و مہتمم مطبع

مطبع اثنا عشری واقع محلہ نیر گنج شہر لکھنؤ میں چھاپا گیا



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی ظهرت فی کل شیء دلائل توحیده وقدرته
وتجلت من کل موجود آثار عدله وحکمته وتلالأت من کل
مخلوق انوار جلاله وعزته وطلعت من کل مصنوع آیات کماله
وعظمته والصلوة والسلام علی الاصفیاء الذین هم مظاهر
کمالاته وکراماته من انبیائه ورسله واولیائه وملائکته
لا سیما علی رسوله وحبیبه وخیر خلقه وبریته محمد
المخصوص بختم نبوته ورسالته وعلی ابن عمه ووصیه الذی
هو باب مدینة علمه وحکمته ومولی کل مؤمن ومؤمنة

من امته و على الائمة الهادين المهديين من عترته و ذريته
الطيبين الطاهرين المخصوصين بجلائل كرامته و مكارم خلافته
و على اصحابه المجاهدين فى نصرته و اعلاء كلمته والمتمسكين بما
تركه فيهم من الثقلين من الكتاب العزيز و عترته صلوٰة دائمة
زاكية نامية الى يوم القيمة الذى هو يوم عدل الله و رحمته
اما بعد حقیر سراپا تقصیر ننگ کونین السید محمد شمس الدین حسین
المعروف بالسید محمد علی حسن ابن المولوی السید محمد امجد علی مکی و مدنی اصلا و شہرا
و واسطی نسبا و علی پوری و بہیروی و فتحپوری مولدا و موطنا و لکھنوی معاشا
و مسکنا عفا الله عنه و عن والدیه یوم الدین و حشرهم فی زمرة
موالیهم الطاهرین و سادتهم الطیبین خدمت برادران ایمانی مین
یه عرض پرداز ہے کہ ہرگاہ علم کلام اجل و اشرف علوم مین سے ہے
جسکے ذریعہ سے علم یقینی بدلائل قطعی عقائد دینی کا حاصل ہو سکتا ہے
علی الخصوص و وجزاوسکا جو اصول دین سے متعلق ہے اور بنحواسکے
طلب العلم فریضة علی کل مسلم الا ان الله یحب بغاة العلم تحصیل و تکمیل
اوسکی حتی الوسع ہر صاحب ایمان پر واجب و لازم ہے اور زبان اردو مین
کوئی ایسا عمدہ رسالہ اوسکا جس سے نفع ہر خاص و عام باسہل طرق ممکن ہو
موجود نہین ہے بدین وجہ ایک مدت دراز سے مین اس فکر مین تہا کہ ایک
عمدہ رسالہ ایسا اس علم مین مہیا کرون مگر بوجوہ عدیدہ یہ امر آج تک ممکن

نہین ہوالیکن جبکہ مجھکو بحالت بعض تالیفات کی بعض مقامات پر مباحث
کلامیہ کی تحریر و تحقیق کی ضرورت ہوئی اوراسوجہہ سے مجکواسکی ضرورت
زیادہ تر دریافت ہوئی کہ مومنین ہند کے لئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کیا جائے
اوراتفاقاً ایک دوست کے ایماء کے بموجب مینے اوس رسالۂ شریفہ پر
بغور نظر کی جسکو مولائی اعظم و امام اکرم افضل المحققین سند العلماء المتبحرین
نصیر الملۃ والدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مکانہ ووسع لہ
خیابانہ نے چند اوراق مین بکمال ایجازہ واختصار تصنیف کیا تہا اورنام اوسکا
الفصول فی الاصول رکہاتہا اور جو دراصل زبان فارسی مین تہا
اور جسکا بعض علمانے خاص بنظر افادہ اہل عرب کی عربی مین ترجمہ کیا تہا
تو کتاب مذکور کو مینے قدر ضروری واہم امور علم مذکور پر محتوی پایا او
بوجہ اوسکے ایجاز و اختصار کے افادۂ مومنین ہند مین اوسکو عظیم النفع
تصور کیا لہذا تصنیف رسالہ جداگانہ کو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالےٰ
زمانہ آیندہ پر موقوف رکہہ کر سردست بغرض نفع عامۂ مومنین اس امر کو
ضروری خیال کیا کہ رسالہ مذکور کو زبان اردو مین ترجمہ اوراوسمین مناسب
توضیحات اور اضافات مندرج کرکے نذر احباب کرون لہذا مینے خاص
اسی مطلب سے اس رسالہ کو تحریر کیا ہے اورنام اسکا منہج الوصول
فی الاصول علی منوال الفصول فی الاصول رکہا ہے

نفعنا الله وسائر المومنين بها فی الدنیا والدین
وهدنا وایاهم للتمسک بسادتنا الطیبین ورزقنا وایاهم
المحشر مع موالینا الطاهرین صلواة الله علیهم اجمعین الی یوم الدین
اور یہ رسالہ چار فصلوں پر متضمن ہے اور جو مسائل مینے اضافہ کئے ہیں اونکے
ابتدا مین لفظ اضافہ یا تکملہ یا تمہید مناسب کی استعمال ہوئی ہے تمہید
مناسب اوّل اللہ تعالے کی معرفت جیسا بموجب بہت سی آیات
قرانی واحادیث نبوی وائمہ طاہرین علیہم السلام کے واجب ہی اوسیطرح
اس دلیل عقلی سے بہی واجب ہی کہ جب انسان اپنے وجود پر اور اون
نعمائی کثیرہ پر جو اوسکے شامل حال ہین نظر کرتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ
کوئی اوسکا بنانے والا ہے جسنے اوسکو بکمال حکمت وصنعت بنایا ہے اور
جب وہ حکیم ہے تو چونکہ فعل حکیم کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا
تو اب اوسکو ضرور یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی نے اسکو کسی
غرض کے واسطے پیدا کیا ہے تو اگر اوس غرض کے موافق یہ کام نکرے
تو ممکن ہے کہ اسوجہ سے اوسکا بنانے والا اوس سے ناراض ہو پس
اوسکو بغرض دفع اس خوف کے کیونکہ دفع خوف کا ضرور بالبداہتہ واجب ہے
اولاً اللہ تعالی کی معرفت اور بعد از آن دریافت کرنا اپنی اغراض خلقت کا
واجب ہوگا تمہید مناسب دوم اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا

ضرور ہی صرف ظن وگمان کافی نہین ہے جسمین خوف خطا کا باقی رہتا ہے
پس اصول دین مین سے جو بدیہی نہو اوسکا بدلیل یقینی جاننا ضرور ہے اور چونکہ صرف
کسی کے قول کے بموجب ایک امر کا جان لینا تقلید ہے اور ایسی تقلید صرف گمان
اور ظن کو کافی ہوتی ہی اور مفید یقین کے نہین ہوتی اسوجہ سے اصول دین کے
علم مین تقلید کافی نہین ہے باقی یہ امر کہ کس شے کے دلائل یقینی سے جاننا ضرور ہے
اس باب مین صحیح امر یہ ہے کہ بموجب اختلاف فہم مکلفین کی یہ وجوب بھی مختلف طور
پر ہوتا ہے بدلائل علم کلام اہل علم کو اور جو ایسے اشخاص ہون کہ دلائل مذکورہ کو
سمجہ سکتی ہون اصول دین کا جاننا واجب ہی اور خاص اوس قدر قدرت تامہ
حاصل کرنا کہ رفع معظم شبہات کی قدرت حاصل ہو خاص علما پر واجب کفائی ہے
اور جو سب پر واجب ہی اور جو ایمان کے لئے کافی ہے اور بہت سہل دلیل ہے
وہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے دعوی نبوت کا کیا اور اوسکی تصدیق کے لئے
معجزات کثیرہ دکھلائی اور اوسکی ایسے لوگون نے اور اس کثرت سے گواہی دی
کہ اونکا واقع ہونا ضرور ایک امر یقینی ہے اور یہ مقدمہ بھی یقینی ہے کہ جس سے
ایسے معجزات ظہور مین آئین وہ ضرور سچا ہوتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ ضرور سچی تھے پس جو باتین اونہون نے فرمائین وہ سب سچی ہین اور
اصول دین کے باب مین جملہ اعتقادات اصولی بموجب اونکی ارشاد کے یا آنکہ
اوس مین سے اوسقدر ضرور بالیقین بموجب ارشاد اونحضرت کی ہمکو معلوم ہوئے

باتین

ہین جو علمار شیعہ مین اختلافی نہین ہین پس ایسے اعتقاد ضروریہ ہی اور یقینیہ ہین اور اسیقدر دلیل سے جاننا اصل ایمان کے لئے کافی ہے اور بعد اوسکے وجوب علم دلائل بحسب اختلاف طبائع مکلفین مختلف ہوگا اور باوجود قدرت قدر واجب حاصل نکرنی کی وجہ سے آدمی عاصی ہوگا مگر اصل ایمان سے محروم نہوگا

فصل اول بیان توحید مین اصل جس شخص کو حاصل ہوتا ہے ادراک یعنے علم کسی شے کا بذریعہ حواس کے حاصل ہوتا ہے اوسکو ادراک اوس شے کے وجود کا کیونکہ وہ بالضرورت یعنے بالبداہتہ جانتا ہے اس بات کو کہ جو شے مدرک یعنے معلوم ہوتے ہے بذریعہ حواس کے وہ موجود ہے اور جو نہین موجود ہے وہ نہین مدرک یعنی نہین معلوم ہوتے بذریعہ حواس کے اور جبکہ وجود ایسے شے مدرک یعنی معلوم کا ضرور ہے یعنے بدیہی ہوا تو مطلق وجود بھی ضرور ہے یعنے بدیہی ہوا کیونکہ یہ مطلق جزاوسکا ہی اور ضروری یعنے بدیہی ہونا مرکب کا مستلزم ضروری یعنے بدیہی ہونی کو اوسکے اجزا کے پس یہ مطلق وجود نہین محتاج کسی تعریف کا اور جس شخص نے تعریف کی ہی وجود کے تو تعریف کی ہے ساتھ ایسے تعریف کی جو معلوم ہوتی ہے بسبب وجود کی یا کہ جسکا علم حاصل ہوتا ہی ساتھ علم وجود کے اور اسلیے ہم لوگ ایسی تعریف کو مستحسن نہین جانتے تقسیم وجود شے کا یا آنکہ بسبب اوسکے غیر کے ہوگا یا بسبب اوسکے غیر کے نہوگا اور اول یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے ہو ممکن ہے اور دوم یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے نہو وہ واجب ہے اور یہ وجود منحصر ہین انہین دو نو قسمون یعنی ممکن جبکہ ہوا وجود اسکا بسبب

غیر کے توجب نہ اعتبار کیا جائے اوس غیر کا تو نہوگا اوس ممکن کے لئے وجود اور
جبکہ نہ ہوا اوسکے لئے وجود تو نہوگا اوسکی غیر کے لئے اوسکی سبب سے وجود
بوجہ محال ہونی اس امر کے کہ معدوم موجد ہو کسی موجود کا **تکملہ** مناسب وجود اللہ تعالیٰ کا
یعنے موجود ہونا اوسکا بدیہی ہے کیونکہ بمعاینہ اوسکی اثار قدرت کی دریافت
ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جو شخص خود اپنے وجود اور وجود اجسام بڑا اور چھوٹا
او نمین ہین او نپر نظر کریگی یہ دریافت کر سکتا ہی کہ کوئی حکیم دانا بنانیوالا اوسکا
اور اون اجسام کا ہی اور گو بظاہر یہ علم بذریعہ دلیل متصور ہوتا ہی اور اسی
سبب سے یہ مسئلہ بظاہر نظری ہی مگر درحقیقت یہ جو دلیل سمجھی جاتی ہی وہ ایک
تنبیہ ہے اور کسی علم کا محتاج تنبیہ ہونا خلاف اوسکی بداہت کے نہین ہے

اصل ۲ جو شخص کہ جانیگا حقیقت واجب اور ممکن کو جسطرح کہ بیان کی گئے
وہ جان لیگا بادنی فکر کہ اگر واجب الوجود موجود نہوتا تو کسی شی کا ممکنات سے
اصلا وجود نہوتا کیونکہ موجودات اسوقت ہین سب ہوتی ہین ممکنات اور ممکن
کیلئے نہین ہے وجود بسبب اوسکی ذات کی اور نہ اوسکی غیر کے لئے
وجود اوسکی سبب سے پس ضرور ہے وجود واجب الوجود کا تاکہ حاصل ہو
اوسکی سبب سے وجود ممکنات کا بداہیت واجب الوجود جبکہ نہوا وجود
اوسکا بسبب اوسکی غیر کے تو وہ واجب الوجود ہوا بغیر اعتبار اپنے غیر کے
پس نہین ممکن ہے کہ فرض کیا جاوے عدم اوسکا بسبب واجب الوجود کا اور ہر

اعتبار

اعتبار سے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ باقی اور ازلی اور ابدی اور سرمدی ہے
اور باعتبار اس امر کے وجود اون اشیاء کا جو سوا اوسکے ہین بسبب اوسکے
ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ صانع اور خالق اور باری اور مصور ہے تکملہ ممتاز
اللہ تعالیٰ قدیم ہے کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور جو ایسا ہو وہ قدیم ہے
اصل بعد امعان جب فکر کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شی کی ذات مین
کثرت ہو گو وہ کثرت بطور فرض کے ہو وہ محتاج ہوتا ہے اپنی غیر کا کیونکہ وہ محتاج
ہے اپنے آحاد یعنے اجزا کا اور احاد اوسکے غیر اوسکے ہین پس جو شی ایسی
ہو کہ اوس مین کثرت ہو یا اوس مین لیاقت قبول قسمت وتقسیم کے ہے وہ ممکن ہے
اور منعکس ہوتا ہے یہ قضیہ بعکس نقیض طرف اس قول کے کہ جو شی ممکن نہین ہے
ممکن نہین ہے متکثر یعنے نہین ہے اوس مین کثرت پس واجب الوجود واحد ہے
جمیع جہات واعتبارات سے اصل حقیقت واجب الوجود کے امر واحد نوعی
ہے کیونکہ وہ مدلول ہے دلیل یعنے عنوان واحد کے اور وہی منبع ہونا اوسکے
عدم کا ہے پس اگر فرض کیجاوین اوس مین سے زیادہ ایک ذات سے تو شریک
ہون گی حقیقت واجب مین اور باہم ممتاز ہون گی بسبب کسی اور امر آخر کے
پس لازم آئیگا مرکب ہونا ہر واحد کا مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے
یعنے ہر واحد مین اس صورت مین دو چیزین ہونگے ایک وہ کہ جس مین
وہ سب مشترک ہین اور ایک وہ جسکے وجہ سے وہ باہم ممتاز ہین اور جو

مرکب ہے وہ ممکن ہے پس نہونگے وہ جو واجب فرض کئے گئے تھے واجب الوجود
یہ خلاف مفروض ہے پس اس صورت مین نہین ہو جو حقیقت واجب سے
مگر ذات واحد ھدایہ ہر متحیز یعنے جسکا وجود کسے مکان مین ہو محتاج ہے
اپنے حیز یعنے مکان کا اور ہر عرض یعنے جو ممکن کہ وجود اوسکا قائم ساتھ کسے
محل کے ہو محتاج ہے طرف اپنے محل کے اور حیز اور محل غیر ہین متحیز اور عرض کے
تو نہوگا واجب الوجود جو محتاج نہین ہوتا غیر کا متحیز اور نہ عرض اور جس شئے
کیجانب اشارہ حسی کیا جائے وہ متحیز یا عرض ہی تو نہین واجب الوجود ایسا کہ
اوسکے جانب اشارہ حسی کیا جائے تبصرہ معنے جو عقل مین آتی ہین لفظ
حلول سے وہ ہونا ایک موجود کا ہے ایک ایسے محل مین کہ جسکے ساتھ وہ شئے
قائم ہو پس واجب الوجود جو قائم بذاتہ ہے تو محال ہے واجب الوجود پر یہ کہ
حلول کرے وہ کسی شئے مین اور محل ایسا متحیز ہے کہ حلول کرین اوس مین
اعراض پس واجب الوجود چونکہ نہین ہے متحیز محال ہے اوس مین حلول اعراض کا
تکملہ مناسب اللہ تعالی جسم نہین ہے کیونکہ ہر جسم مرکب ہے اور اللہ
تعالی مرکب نہین تکملہ والد وہ جسم انسانی ہے کہ جسکے بعض اجزا سے ایک
دوسرا جسم انسانی پیدا ہوا اور یہ دوسرا جسم انسانی ولد کہلاتا ہے پس
اللہ تعالی کسیکا والد یا ولد نہین ہے کیونکہ وہ جسم نہین اور باطل ہوا
قول اون نصاریٰ کا جو اللہ تعالے کو والد حضرت عیسی کا اور حضرت عیسے

حاشیہ: الوجود دونون کے واجب ہونے سے پس اگر سب علت اونکے وجود کے ہونے تو صدور معلول واحد کا متعدد علتون سے لازم آتا اور یہ محال ہے اور اگر کوئی ایک علت وجود کا ہوتا تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی اور یہ بھی محال ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

حاشیہ: نسبت جانب اون تمام اجزا کے برابر ہے کیونکہ سب واجب الوجود ہین پس یہ دعویٰ کہ فقط اوسی جز سے ہونا کسی علت اور دلیل کے ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ دلیل تطلیل کی دلیل کا ۔ لا ۔ و دلیل مذکور

10

علیہ السلام کو ولد اللہ تعالی کا اور الٰہ بھی کہتے ہین اور اگر مرتبہ روحانی حضرت عیسیٰ ع کو الٰہ کہتے ہین تو وہ بھی بموجب صحیح قول کے جسم ہے **تکملہ** اللہ تعالے محل کسی شی کا نہین ہے کیونکہ اگر محل ممکنات کا ہو تو وہ حوادث ہین پس اوسکا ہونا محل حوادث کا لازم آئیگا اور یہہ محال ہے کیونکہ یہہ صریح نقص ہے اور اگر محل کسی واجب کا ہو تو تعدد واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہہ بھی محال ہے **تکملہ** کوئی شئی اللہ تعالی کی سوا قدیم نہین ہے کیونکہ جو سوائے خدای تعالی کے ہے وہ ممکن ہے اور جو ممکن ہے وہ حادث ہے **تکملہ** اللہ تعالی کی صفات حقیقیہ سب عین ذات ہین کیونکہ اول تو اگر یہ صفات غیر ذات ہون تو اگر ممکن ہون تو اللہ تعالی کا محل حوادث ہونا لازم آئیگا اور اگر وہ واجبات ہون تو تعدد واجبات کا لازم آئیگا یعنے کئے واجب الوجود پائی جاوینگے اور یہ محال ہے اور دوسرے اگر وہ صفات نقص ہون تو لازم آئیگا اللہ تعالی کا متصف ہونا ساتھ صفات نقص کے اور یہ محال ہے اور اگر صفات کمال ہون تو لازم آئیگا خالی ہونا اللہ تعالی کا اپنے مرتبہ ذات مین کمال سے اور محتاج ہونا اپنے کمال مین طرف غیر کے اور یہ بھی محال ہے **اضافہ** اللہ تعالی کسی چیز سے متاثر نہین ہوتا یعنی کوئی چیز اوس مین اثر نہین کر سکتے کیونکہ اگر ایسا ہو تو وہ محل حوادث ہو جائے اور یہ محال ہے **تبصرہ** معنے مفہوم اتحاد کے ہو جانا دو شیئون کا ہے شئی واحد اور وہ محال ہے عقلاً کیونکہ دونون ایک ہو گئے تو دو نہین رہے اور دو رہے

ایات متضمن ہوئے **تکملہ متضمن موعظہ حسنہ** پس جو لوگ حضرت عیسی
علی نبینا وعلیہ السلام اور اللہ تعالی کے متحد ہونیکے قائل ہین یا اللہ تعالی کے
حضرت عیسی مین حلول کرنیکے قائل ہین اونکا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے
کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھ اور حلول کرنا اللہ تعالی کا کسی مین درست نہین
تکملہ متضمن معرفت جو اکثر صوفی لوگ وحدت وجود کے قائل ہین اونکا
قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اگر اونکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے ہر
شئی کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالی ہر شئی مین حلول کرتا ہے تو یہ
قول اسوجہ سے صحیح نہین ہے کہ اللہ تعالی کا اتحاد کسی شئی سے یا اللہ تعالی کا
حلول کسی شئی مین ممکن نہین ہے بلکہ صریح محال ہے اور اگر اونکا مطلب یہ ہے
کہ وجود صرف ایک ذات اللہ تعالی کی ہے اور تمام اشیا معدوم ہین صرف
اللہ تعالی کی ذات مین کچھ اعتبارات و قیود عدمی لگنے سے تمام اشیاء کا وجود محض
اعتباری اور غیر حقیقی پیدا ہوتا ہے تو یہ قول صریح مخالف بداہتہ کے ہے کیونکہ وجود
حقیقی اشیاء کثیرہ کا بدیہی ہے اور علاوہ ازین اسطرح یہ صوفی لوگ منکر اللہ تعالے
کی رازق اور خالق اور قادر اور حلیم اور رحیم ہونے اور بہت سے عمدہ کمالات
اللہ تعالی کے ہین اور خدا محفوظ رکھے اوس معرفت سے کہ خدا کی بڑے بڑے
کمالات اور بڑی بڑی سلطنتون کے معرفت کہووے **تکملہ متضمن کلمہ تقوی**
جن لوگونکے کلام سے اتحاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جناب

امیر علیہ السلام یا باقی ائمہ علیہم السلام کا ساتھ اللہ تعالی کے ثابت ہوتا ہے یا حلول اللہ تعالی کا ان حضرات مین اونکے قول سے پایا جاتا ہے اونکے اقوال بھی اسیوجہ سے نادرست ہین کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھ یا حلول اللہ تعالی کا کسے مین ممکن نہین ہے **تبصرہ** الم اور لذت تابع ہین مزاج کی اور مزاج عرض ہے تو جبکہ واجب الوجود محل اعراض کا نہین ہو سکتا تو محال ہے واجب الوجود پر الم ولذت **تبصرہ ضد** ایک عرض ہے کہ ایک عارض ہوا وسکے محل کو ایک اور عرض جو منافی ہو عرض اول کی لئے اور ند وہ شئی ہے کہ ایک دوسرے شئی کی مشارک ہو حقیقت مین اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ واجب الوجود عرض نہین ہے اور نہ کوئی اور شئی مشارک اوسکے ہے اوسکے حقیقت مین پس واجب الوجود کی لئے نہ کوئی ضد ہے نہ ند ہے **تکملہ ثنویہ** جو لوگ ظلمت و نور کو یا اون مین سے ایک کو شریک اللہ تعالی کا خلق اشیاء مین سمجھتے ہین اونکے قول کا غلط ہونا اسوجہ سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک اور ند نہین علاوہ ازین ظلمت و نور ممکنات سے ہین پس وہ خالق نہین ہو سکتے ہین **اصل** یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وجود ممکن بسبب اوسکے غیر کے ہوتا ہے پس بروقت ایجاد ممکن کے نہو گا ممکن موجود اسواسطیکہ ایجاد موجود کا محال ہے پس ہو گا ممکن اوسوقت معدوم پس وجود ممکن کا مسبوق یعنے موخر ہے اوسکے عدم سے اور ایسا وجود

جسکا عدم اوسپر سابق ہو حدوث کہلاتا ہے اور ایسا موجود محدث اور حادث
کہلاتا ہے پس حکما جو قائل ہین کہ حوادث غیر متناہی کا وجود ہوا ہے اوسکا
محال ثابت کرنا محتاج نہین ہے بیان طویل کا بعد اسکے کہ ثابت ہوا ممکن
ہونا حوادث کا جو مقتضی اونکے حادث ہونے اور عدم سابق کا ہے اور جس سے
لازم آتی ہے تناہی حوادث کے **مقدمہ** ہر موثر یا آنکہ اثر اوسکا تابع اوسکے
قصد اور دواعی یعنے خواہش اور ارادہ کا ہوگا یا نہین ہوگا بلکہ تابع ہوگا اوسکے
مقتضاے طبیعت کا اور قسم اول کا نام قادر اور قسم دوم کا نام موجب ہے اور اثر
قادر کا موخر ہوتا ہے اپنے عدم سے کیونکہ داعی یعنے خواہش اور ارادہ کرنیوالا نہین
خواہش کرتا مگر ایجاد معدوم کا کیونکہ ایجاد موجود اور تحصیل حاصل محال ہے ۱۳
اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے زمانہ مین کیونکہ اگر اثر موجب کا
موخر ہوا اوس سے زمانہ مین تو ہوگا وجود اثر مذکور کا ضرور ایک خاص زمانہ مین
سوائے دوسرے زمانہ کے پس اگر موقوف نہو کسے اور شئی پر سوائے موثر
مذکور کے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر موقوف ہوگا اثر مذکور کسے
اور شئی پر سوائے موثر مذکور کے تو نرہیگا موثر مذکور موثر تام اور یہ خلاف
مفروض کے ہے کیونکہ موثر مذکور تام فرض کیا گیا تھا نتیجہ واجب الوجود
جو موثر ممکنات مین ہے اگر ہوتا موجب تو ہر آئینہ ہوتے ممکنات قدیم کیونکہ
دریافت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالی قدیم ہے اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ

ہوتا ہے بیزمانہ مین اور لازم یعنی ممکنات کا قدیم ہونا باطل ہے کیونکہ یہ ثابت

ہو چکا ہے کہ ممکنات حوادث ہین اپس ملزوم یعنے واجب الوجود کا موثر موجب

ہونا بھی اسیطرح باطل ہے الزام واجب الوجود فلاسفہ کی نزدیک موثر

موجب ہے اور ہر موثر موجب جدا نہین ہوتا اثر اوسکا اوس سے پس لازم

آیا یہ الزام فلاسفہ پر کہ جسوقت کوئی شئی عالم سے معدوم ہوجائیگی تو معدوم

ہوجانے واجب الوجود کیونکہ عدم اس شئی کا بسبب عدم کسی ایسے شئی

ہوگا جو شرط اوسکے وجود کے ہو یا آنکہ بسبب عدم کسی ایسی شئی کے جزو

اوسکا ہو اور کلام کیا جائیگا اسیطرح عدم مین اس شرط اور جزو وسبب

آیا عدم اوسکا بوجہ عدم کسی شرط یا جزو یا سبب ہوا ہی تا آنکہ منتہی ہو طرف واجب الوجود

کی کیونکہ موجودات تمام منتہی ہوتے ہین سلسلہ حاجت مین طرف واجب لذاتہ

کی پس لازم آئیگی انتہا اس شئی مفروض کے عدم کیطرف واجب الوجود

لذاتہ کے اور بحمد اللہ فلاسفہ کو نہین مفر ہے اس الزام سے نقض فلاسفہ نے

کہا ہی کہ واحد سے نہین صادر ہوتا ہے مگر واحد اور جو شبہہ اونہون نے

بطور دلیل اس دعوی پر ذکر کیا ہے وہ مرتبہ غایت رکاکت مین ہے اور اسی

وجہ سے وہ قائل ہوئے ہین کہ نہین صادر ہوتی ہے باری تعالی سے بلا واسطہ

مگر عقل واحد اور عقل مین کثرت ہے اور وہی ماہیت عقل کی ہے اور وجوب

بالغیر اور امکان اوسکا اور تعقل واجب یعنے علم واجب کا اور تعقل اوس کے

ذات کا یعنی علم اپنی ذات کا ہے اور اسی سبب سے صادر ہوئی ہے عقل مذکور سے

ایک [illegible] اور نفس اور فلک جو مرکب ہے ہیولے اور صورت سے اور لازم

آتا [illegible] اون پر یہ الزام کہ جو وجود موجود فرض کرین عالم مین ہوگا ایک اونمین سے

[illegible] کے بواسطہ یا بغیر واسطہ اور علاوہ ازین تکثرات جو عقل مین

[illegible] ہونگے اور صادر ہونگے باری تعالی سے تو لازم آئیگا صدور اونمین

[illegible] سے اور اگر وہ صادر ہون غیر واجب سے تو لازم آئیگا تعدد واجب کا

[illegible] نگے تو نہو گی تاثیر اون کی موجودات مین معقول اصل یہ غایت

[illegible] باری سبحانہ تعالی کا تابع اوسکے ارادہ کا ہی اور جو ایسا ہو

تو [illegible] مقدورات پر اور عالم ہوگا اونہین کل مقدورات کا کیونکہ

[illegible] شعور سے مصلحت ایجاد یا مصلحت ترک ایجاد کا اور واجب ہے کہ

[illegible] ممکنات کا اور قادر ہو کل ممکنات پر کیونکہ تعلق علم باریتعالی اور اوسکی

[illegible] بعض اشیاء کے سوا سے بعض کے تخصیص بغیر مخصص ہے

[illegible] شبہہ فلاسفہ نی کہا ہے کہ باریتعالی کو نہین ہوتا ہے

علم [illegible] کا ورنہ لازم آئیگا ہونا باریتعالی کا محل حوادث کا کیونکہ علم حصول

[illegible] کا ہے جو مساوی معلوم کی ہو ذات مین عالم کے پس اگر

[illegible] سے علم باریتعالی کا ساتھ جزئی زمانی کے اوپر ایک وجہ خاص کے

[illegible] وہ جزئی تو اگر باقی رہے وہی صورت اولی جسطرح پر کہ تھی

تو ہو جاے علم جہل اور اگر نہ باقی رہے صورت اوسطرح پر کہ تھی تو ہو گی
ذات باریتعالی کے محل ایسی صورتون کی جو متغیر ہوتے ہین بسبب تغیر جزئیات
زمانیہ کے اور یہ کلام مناقض اونکے اوس قول کی ہے کہ علم علت کا موجب ہے
علم معلول کا اور یہ کہ ذات باریتعالی علت ہے جمیع ممکنات کے اور یہ کہ باریتعالے
عالم ہے اپنی ذات کا اور عجب ہے یہ امر کہ اونہون نے باوجود دعوی ذکاء و فطنت کی
کیونکر غفلت کی ہے اس تناقض کے رفع سے پس وہ پانچ امرون کی درمیان
مین محصور ہین ۱ یا ثابت کرین جزئیات زمانیہ کے لئے علت کہ نہ منتہی ہو سلسلہ
مین طرف علت اولی یعنے باریتعالی کے ۲ یا آنکہ نہ گردانین وہ علم علت کو موجب
واسطے علم معلول کے ۳ یا آنکہ اعتراف کرین عجز کا اثبات مین اس امر کے کہ
باری تعالی عالم ہے اپنی ذات کا ۴ یا آنکہ نہ قرار دین علم کو حصول صورت مساو
معلوم کا عالم مین ۵ یا آنکہ جائز رکہین ہونا باری تعالی کا محل حوادث کے لئے
اور جواب شبہہ فلاسفہ کا یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے اونہون نے نہین لازم
آتا مگر اس تقدیر پر کہ علم باری تعالی زائد ذات بارے پر ہو یعنے علم بارے
ایک صفت غیر ذات باری تعالی ہو لیکن جبکہ یہ علم عین ذات باری تعالی ہو
اور ذات باری تعالی سے اوسکو تغائر اعتبارے ہو تو نہین لازم آئیگا تغیر
جزئی سے تغیر علم باری تعالی کا کیونکہ ہم جانتے ہین بضرورت یعنے بدیہات
اس امر کو کہ جسکو علم حاصل ہوتا ہے متغیر نہین لازم آتا ہے تغیر سے اوس

تغیر کے تغیر ذات عالم کا تکملہ یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی کا علم ازلے
عین ذات ہے اور اوس مین تغیر محال ہے پس بدا کا ہونا اس معنے سے کہ اللہ
تعالی کے علم مین تغیر ہو محال ہے مگر جب یہ بھی ثابت ہے کہ خلق اجسام ممکنہ اور
تغیرات عظیمہ حوادث عالم بقدرت کاملہ اللہ تعالی ظہور مین آتی ہین اور یہ بھی
ثابت ہے کہ یہ تغیرات عالم ظہور مین آتے ہین اونکا ازل سے اللہ تعالی کو علم تھا
اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالی کی جانب سے مناسب مقتضاے
وقت کے تغیر و تبدل احکام ہونا ایک لطف عباد کے نسبت اور بمقتضاے
حکمت واجب ہے بلکہ یہ کل اہل اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ نسخ اکثر وقوع مین
آیا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ عذاب قوم یونس پر خدا نے بھیجکر پھیر لیا تو اب
اللہ تعالی کے افعال مین بدا کا ہونا اس معنے سے تسلیم کرنا واجب ہے کہ
بموجب علم ازلی اللہ تعالی کے نہ برخلاف علم مذکور کے خلق اشیاء اور تغیرات
اور انقلابات نظام عالم کے ابتداے خلقت سے ظہور مین آتی ہین اور نسخ
احکام بھی بموجب علم ازلے بموجب مصالح وقت وقوع مین آیا ہے اور عذاب
بھیجکر بعد ازان اوس نے قوم یونس سے اوسکو دفع کر دیا ہے اور اب بھی
خلق اشیاء اور تغیرات عالم بموجب علم مذکور نہ برخلاف اوسکے ظہور مین
آتی ہین اور آیندہ بھی ایسا ہی ظہور مین آئیگا یعنے جیسا اوسکے علم ازلے
مین گذرا ہے ویسی ہی تاثیرین اوس سے ہمیشہ ظہور مین آتی ہین اور ہمیشہ ظہور

مین

مین آئینگے نہ یہ کہ کسی امر کو کر کے بعد از ان ندامت ہو اور بعد از ان اوسکے
برخلاف کوئی کام کرے نہ یہ کہ کوئی امر برخلاف اوسکے علم ازلی کے
ظہور مین آئی پس وہ اشیاء کو خلق کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے معاش کو تنگ
کرتا ہے پھر اوسکو وسعت دیتا ہے بموجب مقتضائے حکمت کسیکی موت کو
بھیجتا ہے مگر چونکہ اوسکے علم ازلی مین گذرا ہے کہ وہ شخص اگر ایسے خیرات
یا یہ دعا کریگا بروقت پہونچنے موت کے تو مین اوسکے عمر زیادہ کر دون گا
پس جب بندہ نے ایسے وقت مین وہ کام کیا تو اللہ تعالی عمر اوسکے زیادہ کر دیتا ہے
بہر حال بدا اس معنی سے کہ تمام امور عظیمہ اور انقلابات دنیا کی بموجب علم
ازلی خدا کی اور بموجب تاثیرات قدرت اللہ تعالی کے دنیا مین وقوع مین
آتی ہین ایک امر ضرور سے ملت اسلام سے ہے اور ضرور واجب التسلیم سے
اور یہ قول یہود کا کہ اللہ تعالی ازل مین جو انتظام کرنا تھا کر چکا اور اب کوئے
تاثیر وہ اس عالم مین نہین کرتا صریح باطل اور غلط ہے فائدہ حی ہونا دیکھ
متکلمین کے ہر ایسا موجود ہے کہ نہ محال ہو یہ کہ وہ قادر و عالم ہو اور باری تعالی
یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ قادر و عالم ہے تو واجب ہوا یہ کہ باری تعالی حی ہو
فائدہ علم باری تعالی کا ایجاد یا ترک مین مصلحت کو موسوم ہے ساتھ اراد ہے
اور علم اوسکا ساتھ مدرکات کی موسوم بادراک ہے اور علم اوسکا ساتھ مسموعات
اور مبصرات کے موسوم بہ سمع و بصر ہے اور باری تعالی باعتبار انہین ...

اور اکات سے کہا جاتا ہے مرید و مدرک و سمیع و بصیر نہ باعتبار کسی آلہ جسمانی کی
اصل ہر شئی جو جہت مین ہے محدث ہی اور واجب محدث نہین ہے پس واجب
نہو گا جہت مین اور جبکہ نہوا واجب جہت مین تو وہ ادراک نہین کیا جاتا ہی بذریعہ
آلہ جسمانیہ کے کیونکہ نہین ادراک کیا جاتا بذریعہ آلہ جسمانیہ کی مگر اوسکا جو کہ
کسی جہت مین ہوا اور قابل اشارہ حسیہ کا ہوا اور جانا جاتا ہے اس سے یہ کہ
وہ نہین مرئے ہوتا یعنے نہین دیکھا جاتا ہے بذریعہ حاسہ بصر کے کیونکہ رویت
یعنی دیکھنا بذریعہ حاسہ بصر کے ممکن نہین مگر ساتھ مقابلہ کی اور مقابلہ نہین
جائز ہے مگر درمیان دو شئیونکے جو حاصل ہون جہت مین اور جو ظاہر روایت
درباب رویت کی وارد ہوی ہے مراد اوس سے کشف تام ہے ھدایہ
باری تعالی قادر ہی جمیع ممکنات پر پس ہوگا وہ قادر اوپر ایجاد حروف و اصوات
یعنی آوازون کی جو منظوم یعنے مرتب ہون جسم جامد یعنے جسم بستہ مین اور وہ ہے
کلام باری تعالی کا ہی اور باری تعالی باعتبار خلق کرنے کلام مذکور کے
متکلم ہے اور جانا جاتا ہے بسبب مرکب ہونی کلام مذکور کے حروف و اصوات سے
ہوتا اوس کلام کا غیر قدیم کیونکہ وہ عرض ہے کہ نہین باقی رہتا ہے پس وہ
کیونکر قدیم ہوگا پس اگر یہ کہا جاوے کہ مراد کلام باری سے حقیقت اوس شئی
کی ہی کہ صادر ہوتی ہین اوس سے حروف اور اصوات اور وہ صفت قدیم ہے
کیونکہ وہ صفت اللہ تعالی کی ہے تو ہم کہین گے کہ ہمنی بیان کیا ہے کہ مصدر

اونہین حروف و اصوات کا نہین ہے مگر ذات باریتعالی اور نہین قدیم سوا اوسکے
پس اگر وہ موافقت کرینگے ہم سے اس معنی مین تو نہین اختلاف ہے مگر لفظ
مین لطیفہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالی ذات واحد مقدس ہے ہر تعدد
و تکثر اوسکے ردای کبریا اور پیرایہ عظمت مین ممکن نہین ہے پس وہ اسم کہ
جو اطلاق کیا جاتا ہے اوسپر بنظر اوسکے ذات کی بغیر اعتبار کسی شئی غیر کے
ساتھ اوسکے نہین ہے مگر لفظ اللہ اور جو سوا اس لفظ کی ہین اسماء سے
یا آنکہ اطلاق کیا جاتا ہے اونکا ذات اللہ پر باعتبار ایک اضافت و نسبت کے
طرف کسی غیر کے مثل قادر کی جسکا اطلاق باضافت و نسبت مقدورات کی ہوتا ہے
اور عالم کے کہ اطلاق کیا جاتا ہے باعتبار اضافت و نسبت کی طرف معلومات کے
اور خالق کے کہ اطلاق اوسکا باعتبار اضافت مخلوقات کی ہے اور کریم کے
جو بمعنے اعز یا جواد یا کثیر الخیر کے ہے اور اطلاق اوسکا اللہ تعالے پر
باعتبار اضافت تمام اشیاء کی ہوتا ہے جیسے وہ اعز ہے یا جنپر اوسکا
جود شامل ہے یا کہ جنکو خیر اور انعام اوسکا شامل ہے اور باری کہ بمعنے
خالق کی ہے اور اسیوجہ سے اطلاق اوسکا بھی مثل اوسکے بنظر اضافت
جمیع مخلوقات کی ہوتا ہے یا باعتبار سلب یا نفی کسی غیر کے اوس سے مثل
واحد اور فرد اور غنی اور قدیم کے یا معًا باعتبار ایک اضافت یعنی نسبت
اور سلب یعنی نفی غیر کے مثل حی و عزیز و واسع و رحیم کے اور نہین جائز

ہو کہ اطلاق کیا جاوے اللہ تعالیٰ پر عارف و فقیہ و عاقل و فطن و طبیب بمعنے
صاحب صناعت طب کیونکہ یہ مثبت ایسے صفات کی ہین جو بنظر ذات اللہ تعالیٰ
کی نقص متصور ہین اور جو اسم کہ لائق جلال اللہ تعالیٰ کی ہے اور مناسب
اوسکے کمال کی لئے ہو اور نہین وارد ہے بجانب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وائمہ معصومین علیہم التحیۃ والثنا کی اجازت اطلاق اسم مذکور
کی جائز ہے اطلاق اوسکا اللہ تعالیٰ پر ہرگز نہین یہ امر مقتضائے ادب ہی
اسواسطیکہ جائز ہے کہ نہ مناسب ہو یہ اطلاق کمال اللہ تعالیٰ کیلئے کسے
ایسے دوسرے وجہہ سے کہ نہ جانتی ہون ہم اوسکو اور اگر نہوتی نہایت عنایت
اور غایت رافت اوسکے درباب الہام کرنی اپنی اسماء حسنی کے انبیاء
علیہم السلام کو تو نہ جرأت کرتا کوئی خلق سے اسکے کہ اطلاق کری کسیکو
اوسکے اسماء مین سے اوسپر ختم ہوا ارشاد اسقدر معرفت ذات و صفات
اللہ تعالیٰ سے جو اعظم اصل اصول دین سے ہے بلکہ در حقیقت وہی ایک
اصل دین ہے کافی ہے اسواسطیکہ بذریعہ عقل کے نہین حاصل ہوسکتی ہم
معرفت زیادہ اس سے اور نہین میسر ہوتا ہے علم کلام مین تجاوز اوس سے
کیونکہ معرفت حقیقت ذات مقدس اللہ تعالیٰ کے احاطہ قدرت افہام سے
خارج ہے اور کمال الٰہی اوسکا اعلیٰ ہے اس سے کہ پہونچین اوس تک ہاتھ
قدرت عقول و اوہام کی اور عزت ربوبیت اوسکے اعظم ہے اس سے کہ ملوث ہو

وہ ساتھ خواطر و افہام کے اور جو کہ ہم دریافت کرتی ہین نہین ہے مگر یہ کہ وہ موجود ہے
اسواسطیکہ اگر ہم تجاوز کرین اس سے اور منسوب کرین اوسکو طرف بعض اون
اشیاء کی جو سوا اوسکے ہین یا آنکہ سلب یعنے نفی کرین اوس سے اونکو جو منافی
اوسکے ہین تو یہہ خوف ہوگا ہمکو کہ پایا جائے اوسکے لئے اسکی سبب سے
وصف ثبوتی یا سلبی یا کہ حاصل ہوا اللہ تعالی کی لئے نعت یعنی صفت ذاتی
معنوی کہ برتر ہے اللہ تعالی اوس سے بکمال علو مراتب اور جو شخص کہ ارادہ
کری ترقی کا اس مقام سے سزاوار ہی یہ کہ محقق ہوا وسکے نزدیک یہ کہ آگی
اوسکے ایک شئی ہے کہ اعلی ہے اس مقصد سے پس نہ قاصر ہو ہمت اوسکی
اوراک پر اوس مقصد کے جو اوس نی حاصل کیا اور نہ مشغول ہو عقل وسکے
جو ملکہ ہی ساتھ معرفت ایسی کثرت کی جو علامت عدم سے ہے اور نہ توقف کری
نزدیک آرایشون اور زینتون کثرت مذکورہ کے جو موجب لغزش قدم ہے
بلکہ سزاوار ہے کہ اپنی نفس سے علائق دینیہ منقطع کری اور موانع دینویہ کو اپنی
خاطر سے زائل کری اور ضعیف کری اپنی اون حواس قوی کو جو محو ادراک
اسور فانیہ ہین اور حبس کری بذریعہ ریاضت کی اپنی نفس امارہ کو جو محرک ہے
طرف تخیلات واہیہ کی اور متوجہ کری اپنی ہمت کو تمامہا جانب عالم قدس کی
اور قاصر کری اپنی آرزو کو اوپر حصول محل روح و انس کی اور سوال کری
بعد اپنی مجاہدہ کی بخضوع و ابتہال حضرت ذی الجود و الافضال سی یہ کہ مفتوح

کری اوسکے قلب پر دروازہ اپنی خزانہ رحمت کا اور منور کری اوسکے قلب کو ساتھ
اوس نور ہدایت کے کہ جسکا وعدہ کیا ہی اوس نی تاکہ مشاہدہ کری اسرار
ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ کو اور منکشف ہون اوسکے باطن پر حقائق غیبیہ
اور دقائق قدسیہ اگر یہ سب امور وہ قبای بیش بہا ہے کہ نہین قطع کی گئے
قد پر بسبب قد کی اور یہ وہ نتایج ہین کہ نہین جانا ہے اوسکے مقدمات کو سعی
مصاحب سعی کی بلکہ یہ فضل اللہ تعالی کا ہی کہ دیتا ہی اللہ تعالی اوسی جسکو
چاہتا ہے جعلنا اللہ تعالی وایاکم من السالکین بطریق المستحقین لتوفیقہ
المستعدین لالہام تحقیقہ المستبصرین بتجلی ھدایتہ وتدقیقہ
یعنی کرے ہم کو اللہ تعالے ہمکو اور تمکو اسے ناظرین سالکین سے اپنے طریق کے اور
مستحقون سے اپنی توفیق کے اور مستعدین سے واسطے اپنی الہام تحقیق کے
اور مستبصرین سے ساتھ اپنی تجلّی ہدایت وتدقیق کے تکملہ منہج المعرفۃ
محقق علیہ الرحمہ نے جو اس مقام پر طریقہ تحصیل معارف الہیہ کا بیان کیا ہے
اوس سے زیادہ کوئی امر کہنا ممکن نہین ہے اور یہ چند فقرہ کلام محقق کے
درحقیقت ایک دریا ہے ذخار حقایق ومعارف پر محتوی ہین اور فی الواقع
پنہان ایک دریا کو ایک کوزہ مین بند کر کے دکھلا دیا ہے مگر اس قدر لکہنا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صفات اللہ تعالی کی تفاصیل پر تفکر وغور صحیح
وبکمر ہر طرح اور خصوصًا نسبت اوس کی آثار قدرت اور متعلقات صفات کے

غور صحیح اور تفکر صحیح و مکرر کے ذریعہ سے اطلاع حاصل کرنا اور صفات
مذکورہ کی آثار عظیمہ پر بشوق صادق نظر غائر عقلی کرکے اوس کے
ذریعہ سے انوار کمالات ازلی کو مشاہدہ کرنا درحقیقت عمدہ ذریعہ تحصیل
معارف کا متصور ہے مثلاً اللہ تعالی کا قادر یا خالق یا رازق یا عالم
یا رب یا رحیم یا کبیر یا محی یا ممیت یا لطیف ہونا جو صفات مشہورہ اللہ تعالے
کے ہین جب ان صفات مین سے کسی صفت کی آثار عظیمہ اور تعلقات
وسیعہ اور کیفیت اور کمیت اور نتائج اور مصالح اور حکم اور امتداد زمانہ
اور لطائف اور محاسن پر بدیدۂ دل انسان نظر کرے تو ہر صفت
مین ایک عالم کمال اور ایک عالم نور و حسن و جمال نظر آئیگا مگر یہ مرتبہ
صرف بصیرت کا خیال کرنا چاہئی لیکن جب بوجہ تکرار نظر ایسے باغہائے
ہمیشہ بہار کے اس بصیرت پر آثار مترتب ہونے لگے اور یہ علوم مترتب
الآثار ہوگئے اور اوسکے وجہ سے آدمی کے دلمین ایمان خالص کا
جوش اور اللہ تعالی کی محبت صادق کی بنا محکم پڑ گئی اور اوسکی وجہ سے
انسان کے دلمین تعمیل احکام الٰہی اور اوسکی مناہی سے باز رہنے کی
ایک سچی رغبت صحیح پیدا ہوئی تو وہ مرتبہ اولی معرفت اور تقوی کا ہوتا ہے
اور بعد ازان جسقدر عبادات اور تلاوت اور ادعیہ اور تفکرات مذکورہ سے
اور نیز اوسکی اللہ تعالی سے دعائے توفیق کرکے یہ محبت اللہ تعالے کی

بڑہائی جائیگی تو لبشرط افضال و توفیق اللہ تعالیٰ کی مرتبہ معرفت و تقویٰ
مین ترقی حاصل ہوتی جائیگی اور جہان تک اسکے حق مین بافضال اللہ تعالیٰ
مناسب ہوگا او سیقدر الناس اس دریاے ذخار فیض سے کامیاب ہوگا
اور یہہ امر نہین حاصل ہوسکتا مگر بفضل اللہ تعالیٰ اور بپابندی شریعت غرا
اور بذریعہ تمسک ثقلین یعنے کتاب خدا اور ائمہ ہدا اور علی الخصوص بذریعہ
محبت اللہ تعالیٰ اور ولاے انبیاء و ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثناء کی و علی
اللہ التکلان ومنہ افاضۃ الہدایۃ والعلم والعرفان
فصل ثانی بیان عدل مین تقسیم ہر فعل یا کہ نفرت کریگی عقل اوس سے
یا کہ نہین اور اول یعنے جو فعل ایسا ہو کہ نفرت کرے اوس سے عقل قبیح
ہے اور دوم یعنے وہ فعل جس سے نہ نفرت کرے عقل حسن ہے اور حسن یا انکہ
نفرت کریگی عقل اوسکے ترک سے یا کہ نہین اور اول یعنے جو حسن ایسا
ہو کہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے واجب ہے اور دوم یعنے وہ حسن
کہ نہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے مندوب ہے اور اسی وجہ سے
مذمت کرتے ہین عقلا فاعل قبیح اور تارک واجب کے اصل انکار کیا ہے
مجبرہ یعنے اہل جبر و فلاسفہ نے حسن و قبح اور وجوب عقلی کا اور اہل عدل
کیجانب سے اوپر اس مدعا کے متعدد دلائل ہین اور اولی و انسب اثبات
اوسکا بذریعہ ضرورت اور بداہت کے ہے کیونکہ استدلال ضرور ہے منتہی ہونا

اوسکا طرف اوسی بداہت اور ضرورت یعنے مقدمات بدیہیہ کے اور سلب
اختلاف اور اشتباہ کا حکم مذکور مین مشتبہہ ہونا اوس چیز کا ہے کہ موقوف
ہوتا ہے اوسپر حکم مذکور تصورات معانی اون الفاظ سے جو محکوم علیہ اور
محکوم بہ ہین اور یہ منافی نہین ہے بدیہی ہونیکو حکم کے کیونکہ ضروری
یعنے بدیہی وہ ہے کہ جب حاصل ہو تصور طرفین کا حاصل ہو حکم بلا ضرورت
کسی واسطہ یعنے دلیل کے بغرض تحصیل حکم کے بلکہ بسبب تصورات
مذکورہ کے اور محل نزاع ایسا ہی ہے کیونکہ جو تصور کریگا حقیقت حسن
وقبیح کو حکم کریگی عقل اوسکے ساتھ نفرت کے نسبت ترک اول یعنے
حسن کے اور فعل ثانی یعنے قبیح کے بدون توقف کے اور کسی امر آخر کے
اصل واجب الوجود قادر و عالم ہے ساتھ تفاصیل قبائح اور ترک واجبات
کے بموجب اون اصول کے جو قبل ازین مذکور ہوئے اور جو شخص کہ ایسا
حال ہوگا اوس سے صدور قبیح اور ترک واجب کا بالضرورت یعنے بالبداہت
[illegible] قبیح نکلتا ہے اسکا یہ کہ اللہ تعالیٰ نہین کرتا ہے قبیح کو اور نہین ترک
کرتا ہے واجب کو تکملہ اللہ تعالیٰ کا فاعل مختار ہونا ثابت ہوا ہے تو یہ
ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ افعال کا ارادہ کرتا ہے اور اسیوجہ سے
یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرید ہے یعنے ارادہ کرنیوالا افعال کا ہے
اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنی افعال کے ترک کو بارادہ ترک کرتا ہے

27

اور یہ کہ افعال قبیح کو بارادہ ترک کرتا ہے اور یہی معنے اسکے ہین کہ اللہ تعالی اون ترکون اور افعال قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** یہ ظاہر ہو کہ جو حسن ہو اور واجب نہو اوسکا ترک مرجوح ہوتا ہے اور اوس حسن کا فعل راجح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حکیم سے ترجیح مرجوح جو قبیح ہے محال ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی فعل حسن کو ترک نہین کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے امر حسن کا ارادہ کرتا ہے اور امر قبیح سے کراہت رکھتا ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ اوسکو علم ہر فعل حسن و قبیح کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اوسکے ارادہ سے بہت امور خیر واقع ہوتے ہیں اور قبیح سے راضی نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی امر قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے ظالم نہین ہے کیونکہ ظلم قبیح ہے اور اللہ تعالی کسی امر قبیح کو نہین کرتا

اصل افعال جو صادر ہوتے ہین عباد یعنے بندگان اللہ تعالی سے اوسکے فاعل و موثر وہی عباد ہین بذریعہ اپنے اختیار کے کیونکہ وہ افعال صادر ہوتے ہین بسبب اونکے ارادون کے اور نزدیک فلاسفہ کے وہ فاعل اون افعال کے بطور ایجاب یعنے بلا ارادہ ہین اور نزدیک مجبرہ یعنے اہل جبر کے موجد اوسکا اللہ تعالی ہے کیونکہ نہین کوئی موثر اونکے نزدیک سوا اللہ تعالی کے اور استدلال کیا ہے ہمارا یعنے افعال عباد کے اختیاری ہونے پر ابو الحسن بصری نے

28

ساتھ ضرورت اور بداہت کے اور یہ استدلال اوسکا بعید صواب سے
نہیں ہے اور اگر استدلال کریں ہم اوپر نہیں گے کہ اگر کوئی شئی قبیح
ہین سے پائی جاتی ہے عالم ہین تو سب فاعل اپنے افعال کے ہین او
ملزوم یعنے وجود بعض قبائح کا ثابت ہے بانہ اخصم کے تو اسیطرح وجود
لازم کا بھی اس تقدیر پہ ضرور ہے اور بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ ہمنے ثابت
کیا ہے کہ صدور قبیح کا محال ہے واجب سے پس ہوگا فاعل اوسکا غیر
واجب کا اور جبکہ ثابت ہوا کہ فاعل قبیح کا وہی عبد ہے تو ایسا ہی یعنے
اسیطرح حسن کا بھی فاعل عبد ہے کیونکہ ہم یہ بالضرورت یعنے بالبداہت
جانتے ہین کہ جو فاعل قبیح کا ہے وہی فاعل حسن کا ہے کیونکہ جسنے جھوٹھ
بولا ہے وہی شخص ہے کہ جسنے سچ بولا ہے اور جسکو کہ ابوالحسن اشعری
نے ثابت کیا ہے اور موسوم کیا ہے اوسکو بنام کسب عبد اور منسوب کیا ہے
وجود فعل اور عدم فعل کا طرف اللہ تعالی کے اور نہین قرار دی اون مین
بندہ کیلئے کوئی شئے تاثیر سے وہ قول غیر معقول ہے اسواسطے کہ اگر
وجود کسب کا بتاثیر عبد ہے تو تاثیر غیر اللہ تعالی کی ثابت ہوی اور اگر
محض بتاثیر اللہ تعالی ہے تو پھر جبر ثابت ہوا اور اسناد قبیح کا نسبت
باری تعالی لازم آگیا اور کوئی فائدہ اس ایجاد قول کسب سے نہوا مشہور
کہا ہے مجبرہ یعنے اہل جبر نے کہ اگر قدرت و ارادۂ عبد کی جانب اللہ تعالی

ہونگے اور بدون اونکے ممتنع ہوگا فعل او . باوجود اونکے واجب الصدور
ہوگا فعل تو فعل منجانب اللہ تعالی کے ہے اور بلزوم یعنے قدرت اور ارادہ کا
اللہ تعالی کی جانب سے ہونا ظاہر الثبوت ہے تو یہی حال ہے اوس کے
لازم کا پس جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ہے آلہ فعل کے منجانب اللہ تعالی کے
ہونے سے یہ امر کہ ہو فعل منجانب اللہ تعالی کے انتہاے کار یہ ہے کہ متوہم
ہوتا ہے اوس سے ایجاب یعنے فاعل موجب ہونا بندہ کا نسبت اپنے
فعل کے جو مذہب فلاسفہ کا ہے لیکن جبر جسکا یہ حاصل ہے کہ صدور فعل کا
عبد سے محض بقدرت اللہ تعالی ہو پس وہ نہیں لازم آتا ہے اور دفع الزام
ایجاب کا اسطرح ممکن ہے کہ ہم کہیں گے کہ ہونا آلہ فعل کا منجانب اللہ تعالی کے
مسلم ہے لیکن فعل عبد کا تابع ہے اوسکے داعی یعنے ارادہ کا پس ہوگا فعل
اوسکا ساتھ اوسکے اختیار کے کیونکہ نہیں ارادہ کرتے ہم اختیار سے
مگر اسیقدر اور بعد ظہور اسکے کہ فعل عبد تابع ہے اوسکے ارادہ کا اگر نام
رکھو گے تم اوسکا ایجاب بسبب ہونے الات کے اللہ تعالی کیجانب سے
تو یہ منازعت تسمیہ میں ہوگی اور نہیں مضایقہ ہے اسمیں اور ہر شخص مجاز
ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے اور اگر یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی خالق
بندوں کا ہے اور اگر وہ نہ خلق کرتا اونکو تو نہوتے افعال اور جب کہ
خالق کیا اللہ تعالی نے اونکو تو صادر ہوے اون سے افعال تو ہوگا

اللہ تعالیٰ فاعل اون افعال کا تو گویہ بھی مثل قول سابق ان اہل جبر کی شبہ
اور جہل ہے لیکن نہین مخفی ہے عاقل پر جو نقص اوس مین ہے بہ نسبت اس کہ
کلام فاعل بلا واسطہ مین ہے نہ فاعل بواسطہ مین شبہہ و جواب کہا ہے
اہل جبر نے کہ علم اللہ تعالیٰ کا متعلق ہے ساتھ فعل عبد کے پس ہوگا ترک
اوسکا ممتنع اسواسطے کہ اگر فرض کیا جائے ترک اوسکا بندہ سے تو لازم آئیگا ہونا
علم اللہ تعالیٰ کا جہل اور لازم محال ہے پس ملزوم بھی مثل اوسکے ہے
اور جبکہ ترک فعل بندہ سے محال ہوا تو ہوگا بندہ مجبور کہینگے ہم یہ
ہو ہم ایجاب کا جسکے فلاسفہ قائل ہین یعنی اس صورت مین بندہ سے صدور
فعل ضروری ہوگا لیکن جبر جسکا مدار اسپر ہے کہ فعل بندہ کا اللہ تعالیٰ سے
صادر ہو پس وہ اس تقدیر پر نہین لازم آتا ہے اور لازم آتا ہے اہل جبر پر
مثل اس اعتراض کا فعل باریتعالیٰ مین کیونکہ اللہ کو ضرور علم ازلی اپنے
افعال کا بھی قبل اوسکے حاصل ہے تو اب اگر اون افعال کو اللہ تعالیٰ
ترک کرے تو وہی نتیجہ پیدا ہوگا جو بندہ کے ترک سے لازم آتا ہے اور جس
بیان سے وہ جواب دینگے وہی جواب ہمارا ہوگا علاوہ ازین نہین ہوتا ہے
علم مگر جبکہ مطابق ساتھ معلوم کے ہو پس علم تابع ہوگا معلوم کا پس اگر مؤثر
ہو علم معلوم مین تو ہوگا معلوم تابع علم کا اور دور لازم آئیگا اور جبکہ علم مؤثر
نہوا تو نہ لازم آئیگا ایجاب تکملہ یہ بھی جواب اس شبہہ کا ممکن ہے بلکہ

یہی اصل جواب متصور ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کا صرف مجمل طور پر نہین ہوتا یعنے
اللہ تعالیٰ کو ازل سے یا قبل صدور فعل عبد یا قبل صدور اپنے فعل کے
صرف اسیقدر علم نہین ہوتا کہ عبد سے یہ فعل صادر ہوگا یا آنکہ اللہ تعالیٰ یہ
فعل کریگا بلکہ اوسکو یہ علم تفصیلی ہوتا ہے کہ وہ بندہ کو خلق کریگا اور اوسکو
اختیار اور قدرت دیگا پس بندہ کو باوجودیکہ اختیار ترک وفعل کا حاصل ہوگا
وہ اپنے ارادہ سے فعل کو ترک پر ترجیح دیکر فعل کو کریگا اور اسیطرح
اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے تمام افعال کریگا
تو اب بوجہ علم اللہ تعالیٰ کے نہ فعل عبد مین اور نہ فعل اللہ تعالیٰ مین
کسیطرح شبہہ جبر و ایجاب کا ممکن ہے بلکہ اسصورت مین صادر ہونا افعال ۳۲
عباد کا باختیار عباد اور افعال اللہ تعالیٰ کا باختیار اللہ تعالیٰ بموجب علم
اللہ تعالیٰ کے ضروری ہوگا پس بعد ایسے جواب شافی کے ممکن نہین کہ
یہ قول امام فخر الدین رازی کا صحیح متصور ہو جو اونہون نے نہایۃ العقول
مین لکھا ہے کہ اگر جمع ہونگے کل عقلا تو نہ قادر ہونگے اسپر کہ جواب
دین اسکا مگر بذریعہ التزام مذہب ہشام کے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
نہین علم ہوتا اشیاء کا قبل اونکے وقوع کے کیونکہ یہ جواب بلا تسلیم مذہب
ہشام اور خاص باثبات علم ازلی اللہ تعالیٰ کی دیا گیا ہے فالحمد ثم
الحمد للہ تعالیٰ شانہ ۱۲ یہ جسوقت کہ ثابت ہوا کہ بندہ کیلیے افعال اختیاری

مین

ہین تو جو فعل ایسا ہو کہ اوسکی وجہ سے بندہ مستحق مدح یا ذم ہو یا جسکی
نسبت یہ اوس سے کہنا صحیح ہو کہ کیون کیا تونے یہ فعل تو وہ فعل اوسکا
ہی اور جو سوا اوسکے ہی پس وہی فعل اللہ تعالی کا **اصل** جسوقت
ثابت ہوا یہ امر کہ فعل باریتعالی کا تابع ہی اوسکے داعی یعنے ارادہ کا
اور وہی علم ہی مصلحت فعل یا ترک کا تو افعال اللہ تعالی کے نہ خالی
ہون گے مصالح سے یعنی یہ کہ اللہ نہین کرتا کسی فعل کو مگر واسطے کسی
ایک غرض کے اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کامل بذاتہ ہی اور مستغنی
ہی غیر سے تو یہ مصالح نہ عائد ہون گے طرف ذات اللہ تعالے کے
۳۴ بلکہ عائد ہون گے طرف اوسکے عباد کے اور جسوقت کہ یہ ثابت ہوا کہ افعال
اوسکے واسطے مصالح اوسکے عباد کے ہوتے ہین تو ثابت ہوگا بطریق
عکس کے یہ کہ جس مین کچھہ فساد ہے بہ نسبت عباد کے وہ نہ صادر ہوگا
اللہ تعالے سے **تبصرہ** ہمنے بیان کیا ہی حقیقت ارادہ اللہ تعالی کو جو
واسطے فعل ذات اللہ تعالی کے ہوتا ہی لیکن ارادہ اللہ تعالی کا واسطے
افعال عباد کے پس امر کرنا ہی اوسکا اونکو ساتھہ اونھین افعال کے
اور امر کرنا ساتھہ قبیح کے متضمن ہے فساد پر تو اللہ تعالی نہین امر کرتا ہی
قبیح کا اور ہمنے بیان کیا ہی کہ وہ نہین کرتا ہی قبیح کو تو وہ نہین راضی
ہوتا ہی ساتھہ قبیح کے کیونکہ راضی ہونا ساتھہ قبیح کے مثل فعل قبیح کے

قبیح ہی تفسیر جو کہ وارد ہوا ہے کسی روایت مین کہ اللہ تعالی خالق خیر و شر
اوس مین مراد شر سے وہ چیز ہی کہ مناسب طبائع نہو اگرچہ وہ شامل
مصلحت مفید پر ہو **تکملہ** یا آنکہ یہ کہا جائے کہ مراد اوس سے خالق ہونا
اللہ کا ہی شرور کو بواسطہ خلق اونکے فاعلون کے یا آنکہ مراد خلق سے
خلق تقدیری ہے جس سے مراد صرف یہ ہی کہ علم ازلی اللہ تعالے
مین وقوع اون شرور کا گذرا ہی جیسا بعض اعلام نے اوسکی تصریح
کی ہے **تکملہ** طینت کی خوبی اور بدی جو احادیث مین مذکور ہے اور یہ
تصریح ہوئی ہے کہ مومن طینت خیر سے خلق ہوئے ہین اور کفار طینت
بد سے اور اوسکے سوا یہ بھی ثابت ہوتا ہے بعض احادیث سے کہ ہر 44
مولود فطرت اور خلقت اسلام پر خلق کیا گیا ہے جس سے طینت
حقیقی سب کی اچھی ثابت ہوئی ہی اور علاوہ ازین طینت کی بھلائی برائی
کی صورت مین بندہ کی مجبوری کا التزام اور ذریعہ ظلم کا خلائق پر متصور
ہوتا ہی اسیوجہ سے اہل بحث کو علمار نے مباحث مشکلہ سے
خیال کیا ہے مگر بنظر عدل کامل اللہ تعالی کے یہ تسلیم کرنا ضرور ہی کہ
طینت کی بھلائی اور برائی کو ایسا دخل افعال مین نہین ہے کہ بندہ
کسی امر کے لئے مجبور ہو جائے بلکہ اوسکا اثر صرف بقدر میلان ممکن التسلیم
ہی اور ممکن ہے کہ یون جمع کیا جائے ان احادیث کا کہ جب اللہ تعالی

حکیم مطلق ہے اور قبیح کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے تو جو مخلوقات اللہ تعالے کے
ہیں وہ سب فی نفسہٖ خیر محض ہیں پس قوی انسانی درحقیقت خدا تعالے
مائل الی الخیر خلق کیے ہیں اور اسی وجہ سے یہ صحیح کلام ہے کہ ہر مولود فطرت
اسلام پر مخلوق ہے اور چونکہ یہی قوی مبادی افعال ہیں اور انہیں قوی
کی وجہ سے مومن کی جانب سے افعال حسنہ کا بتصرف حسن صدور ہوتا ہے
اور کافر سے بوجہ انہیں قوی کے بوجہ سوء تصرف کے افعال قبیح سرزد
ہوتے ہیں تو احادیث طینت کا حاصل یہ ہو سکتا ہے کہ مبادی
افعال و قوی جو مخلوق ہوئے ہیں مومنین میں وہی ایک طرح پر اونکے
حق میں مبادی خیر ہیں اور اسیطرح طینت طیبہ متصور ہیں اور دوسرے
طرح پر وہی مبادی مبادی شرور بوجہ سوء اختیار و تصرف کے
کفار کے حق میں ہو کر مبادی شرور کے ہو جاتے ہیں اور اسوجہ سے
وہ اونکے حق میں طینت خبیثہ متصور ہیں یا یہ کہا جائے کہ حدیث
فطرت میں اشارہ ہے طرف بالطبع مائل الی الخیر ہونے قوی عقلی
انسان کے اور حدیث طینت میں اشارہ ہے طرف میلان امزجہ
مختلفہ انسانی کے طرف خیر یا شر کے اور یہ ظاہر ہے کہ امزجہ معتدلہ
مائل الی الخیر ہوتے ہیں اور علی ہذا القیاس جو اقرب الی الاعتدال
ہوں بر خلاف اسکے امزجہ غیر معتدل مائل الی الشر ہوتے ہیں بقدر میلان کے

قدر و حد اعتدال سے اور یہ تاویل بظاہر زیادہ تر انسب ہی تکملہ خلق

کرتا عباد کا جس سے قدرت کاملہ و عظمت صانع اور فیض وجود اتم اوسکا
ثابت ہو ایک امر راجح بمقابلہ عدم خلق کے ہی پس ایجاد عباد و خلق بنظر
حکمت اللہ تعالی کے واجب ہی تاکہ نہ لازم آئی ترجیح مرجوح یعنی عدم
خلق کی تکملہ چونکہ اجزای فلکیہ اور ناریہ اور ہوائین بوجہ اونکے
لطافت کے زیادہ تر لیاقت قبول حرکات و سکنات اور ادراکات
کی ہی بمقابلہ پانی اور مٹی کے تو پیدا کرنا اجسام ذی ارواح اور ادراکات کا
افلاک و نار و ہوا سے اولی و ارجح ہی بمقابلہ خلقت اجسام ذی ارواح کے پانی
اور مٹی سے تو بنظر حکمت اللہ تعالی کے خلق ہونا ایسے اجسام کا ضرور ہے
جو ملائکہ اور جن اور شیاطین ہین اور چونکہ اصل مادۂ فلکی اور ناری اور
ہوائی بوجہ لطافت نظر آئی نہین دیتا تو ان اجسام کا نظر آئی نہ دینا ضرور ہے
اور معہذا قران اور احادیث سے وجود ایسے اجسام کا ثابت ہی پس اسطرح
ایمان وجود ملائکہ کا بھی واجب ہی تبصرہ تکلیف کرنا باریتعالی کا اپنے
عباد کو یعنی امر کرنا باریتعالی کا ہی عباد کو ساتھ اوس چیز کے کہ اوسمین
اونکی مصلحت دین و دنیا ہی اور نہی کرنا اوسکا اوس سے جسمین کوئی
مفسدہ اونکے حق مین ہو اور یہ منافی حکمت نہین ہے بلکہ عین مقتضای
حکمت ہے اور اگرچہ اوسمین مشقت ہو تو وہ نہ ہو گا

قبیح اور غرض تکلیف سے تعمیل کرنا عبد کا ہے ساتھ اوس چیز کے کہ تکلیف
دی گئی ہی اوسکی پس تکلیف اوس چیز کی کہ جس کے بندہ کو طاقت
نہین ہے حسن نہوگی کیونکہ تعمیل اوسکی ممکن نہین ہی اصل
جسوقت کہ جانا باری تعالی نے کہ عباد نہین تعمیل کرینگے
تکلیف کی مگر بسبب ایک فعل حسن کے کہ جسکو اللہ تعالی کرے تو واجب
ہوگا صدور ایسے فعل حسن کا باریتعالی سے تاکہ نہ منتقض ہو غرض تکلیف
کی اور صدور ایسے فعل حسن کا موسوم بلطف ہے تو ہوگا لطف
واجب باریتعالی پر بنظر اوس کی حکمت نامہ کے فصل ثالث بیان
نبوت و امامت مین جبکہ غرض خلق عباد سے ہوئی مصلحت اونہین
عباد کی پس تنبیہ کرنا اونکو اون کے مصالح اور مفاسد پر ایسے
امور کے باب مین کہ جس مین عقول اون کے مستقل اور کافی ادراک
مفاسد و مصالح کے لئے نہین ہین ایک لطف واجب ہے اور علاوہ اسکے
جبکہ ممکن ہی بسبب کثرت حواس و آلات عباد کے اور اختلاف طبیعتکے
دواعی یعنے خواہشون اور ارادون کے وقوع شر و فساد کا
اثنای ملاقات و معاملات عباد مین تو متنبہ کرنا بندون کا اوپر اون کے
کیفیت معاشرت کی اور اونکے حسن معاملت کی اور اون کے انتظام
امور معاش کی کہ جس کا نام شریعت ہے ایک لطف واجب ہی اللہ تعالی پر

اور چونکہ اللہ تعالی قابل اشارہ حسیہ نہین ہی تو تنبیہ اونکی بغیر واسطے
کسی مخلوق کے جو مثل اونکے ہو غیر ممکن ہی پس بعثت رسل یعنے
مبعوث کرنا رسولون کا واجب ہی۔ **اصل** ممتنع ہونا وقوع قبائح کا اور
خلل کرنے کا ساتھہ واجبات کے رسولون سے اس طرح پر کہ نہ خارج
ہون وہ حد اختیار سے تا کہ نہ متنفر ہون اونسے عقول خلق کے
اور مثاب ہون وہ بسبب اوس کے کہ وہ لاتے ہین منجانب اللہ تعالے
کے ایک لطف ہے حق مین عباد اور انبیاء کے پس ہوگا واجب اور یہ
لطف عصمت ہی پس سب رسول معصوم ہین **تکملہ** انبیا علیہم السلام جب
کہ معصوم ہین جیسا ثابت کیا گیا تو اونسے صدور معاصی ممکن نہین اور
جو قضیہ حضرت آدم ع در باب کھانے گیہون کے مذکور ہی یا جو قصہ حضرت
داؤد ع کا در باب نکاح کرنے زوجہ اوریا کے مذکور ہی اور اسی طرح کا
جو امر ثابت ہوا ہی وہ در حقیقت صرف صدور ترک اولی کا تہا اور وہ
کوئی معصیت نہ تہی **مقدمہ** ہر مبعوث منجانب حضرت اللہ تعالے
کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ موئد ہو ساتھہ ایک ایسے امر کے جو خارق
عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تحدی یعنی طلب معارضہ
سے اور موافق ہو ساتھہ دعوی مبعوث مذکور کے تو نہوگی عباد کو کوئی سبیل
طرف اوس کے تصدیق کی اور نام رکہا جاتا ہے اس کا معجزہ پس ظہور

معجزات رسولونکے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض بعثت سب کے

تکملہ اول چونکہ قبل از ین زمانہاے مختلف مین بعثت انبیا و رسل واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیا و رسل قبل از ین مبعوث ہوئے ہین جنکا ایمان لانا واجب ہی **تکملہ دوم** جبکہ ارسال کتب متضمن اوامر و نواہی ضروری او محتوی معارف و مواعظ ضروریہ ایک لطف ہے حق عباد مین بغرض اونکے ہدایت کے اور اسیوجہ سے ارسال کتب مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت سے کتب مرسل ہوئے ہین تو اونکا ایمان لانا ضروری ہی **اصل** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف رسول اللہ ہین کیونکہ اونہون نے دعوی کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعوی پس معلوم ہی بذریعہ تواتر یعنے تواتر روایات کے لیکن معجزات پس کثیر ہین اور اظہر اونمین سے قران ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحدی یعنے طلب معارضہ کیا ساتھ اوسکے عرب سے اور عاجز رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجودیکہ اون کے لئے دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو فصاحت بافراط حاصل تھے اور ابتک نہین قادر ہوا کوئی فصحاے عرب سے اوپر ترکیب کمالات کے اوپر منوال و طریقہ قران کے پس ہوا وہی قران

معجزہ پس ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نبی برحق تکملہ قرآن جسطرح بوجہ فصاحت
معجز ہی وہ بوجہ کثرت علوم صحیحہ اور کثرت برکات و تاثیرات عجیبہ اور کثرت
اخبار غیب اور تکمیلات شرعیہ کے بھی معجز ہی تکملہ معراج جسمانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کے یعنی جانا حضرت کا تا بمنازل قرب عرش الٰہی ایک بہت
قلیل زمانہ مین بحالت بیداری بجسم شریف ایک امر ممکن ہی اور روایات
صحیحہ اس باب مین منقول ہین پس یہ امر حق ہی اور بہت سے مصالح پر
محتوی ہی مثل اظہار عظمت شان حضرت کے اور یہ کہ حضرت کو علم
عیانی معارف حقیقہ کا حاصل ہو جاوے اور یہ کہ اوسکے اظہار سے امتحان
ایمان کامل کا بھی ہو جائے ہدایہ جبکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
نبی ہین تو واجب ہی یہ کہ ہون معصوم اور تمام جسکو کہ وہ لائے ہین
اور نہین معارض ہی اوسکے لئے عقل واجب ہی تصدیق اوس کی
اور اگر نقل کیجائے آنحضرت سے کوئی ایسی شئے کہ معارض ہو جسکے
لئے عقل تو نہین جائز ہوگا انکار اوس کا بلکہ اوس مین توقف کیا جائیگا
یہانتک کہ اوسکا سر و راز ظاہر ہو اور شریعت اوسکی جو ناسخ ہی واسطے
تمامی شرائع کے اور باقی رہیگی تا بقائے دنیا واجب ہے اطاعت
اوسکی اور تعمیل اوسکے احکام کی اصل جبکہ ممکن ہی بعد نبی وقوع شر
و فساد اور ارتکاب معاصی کا خلق سے تو واجب ہی حکمت اللہ تعالیٰ مین وجود

ایک رئیس کا کہ غالب ہو اور آمر ہو معروف یعنی نیکی کے لئے اور ناہے ہو
منکر کے لئے اور مبین ہو اوسکی لئے جو مخفی رہے امت پر غوامض شرع
مین سے اور نافذ کرنیوالا ہو واسطے احکام شرع کے تا کہ امت صلاح
سے اقرب اور ابعد ہو فساد سے اور محفوظ رہین فتنون اور
فساد کے وقوع سے کیونکہ وجود ایسے رئیس کا لطف ہی اور یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ لطف بنظر حکمت کے اللہ تعالے پر واجب ہے اور یہ لطف
موسوم بامامت ہے پس امامت واجب ہو گی تکملہ جبکہ علت حاجت
خلق کے طرف امام کے یعنے محتاج ہونا اونکا طرف امام کے اپنی ہدایت
مین موجود ہے ہر زمانہ مین واجب ہے وجود امام کا ہر زمانہ مین اصل اور
جبکہ علت حاجت کی طرف امام کے عدم عصمت خلق ہے تو واجب ہوا یہ کہ ہو
امام معصوم کیونکہ اگر وہ نہو معصوم تو نہ حاصل ہو گی غرض حکیم کی اصل جبکہ عصمت
امام کی غیر موڈی ہی طرف الجای خلق کی یعنی طرف مجبور کرنے خلق کے اور صلاح
کے تو ممکن ہے وقوع فتنہ اور فساد کا بسبب کثرت ائمہ کے تو ہو گا
امام واحد تمامے اقطار دنیا مین اور استعانت کریگا وہ ساتھ اپنے
نائبون کے جو اون اقطار مین ہون تکملہ جبکہ نصب امام کا اللہ تعالے
کیجانب سی بغرض ہدایت خلق کے ہے تو واجب ہوگا خلق پر حاصل
کرنا معرفت امام کا اور اطاعت کرنا امام کے اور جو مخالفت کرین امام کے

وہ فاسق ہون گے اور جو اوس سے لڑین وہ ضرور کافر ہوسے بموجب حادیث
متفق علیہ کے جسمین سے ایک یہ ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ
مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنے جو مرے اور نہ پہچانے اپنے زمانہ کے امام کو وہ کفر کی موت
مریگا بلکہ اسس سی لا اقل کفر باطنی مخالفین کا بھی ثابت ہوتا ہے ہدایہ
جبکہ عصمت ایک امر مخفی ہے کہ نہین مطلع ہوتا اوسپر مگر علام الغیوب تو نہین ہے
خلق کے لئے کوئے طریق معرفت معصوم کا پس واجب ہے کہ ہو امام ایسا
کہ نص یعنے تصریح کی ہو اوپر اوسکی امام ہونیکے اللہ تعالے انے یا نبی نے
یا اوس امام سنے جو قبل اوسکے ہو تکملہ اگر رعیت کو اختیار نصب
و تعیین امام کا حاصل ہو تو ممکن ہوگا کہ ہو ثمر فساد بوجہ وقوع خطا
کے انتخاب مین یا بوجہ اختلاف آرا نسبت انتخاب کی یا بوجہ انتخابات
متعدد کے پس رعیت کو اختیار انتخاب کا حاصل نہوگا[الف] مقدمہ
جب کہ ثابت ہوا کہ کوئے زمانہ امام معصوم سے خالے نہین ہوتا تو جس
امر پر متفق ہوگی کل امت بیچ کسی عصر کی اور مخالف نہو عقل کے وہ
امر حق ہوگا **اصل** جب کہ ثابت ہوا وجوب عصمت امام کا اور نہین
ثابت ہوئے عصمت غیر ائمہ اثنا عشر سے یعنے غیر دوازدہ امام علیہم السلام
کے باتفاق مخالفین کے تو ثابت ہوے امامت ائمہ اثنا عشری علیہم السلام
کے سبب اون کے عصمت کے پس واجب ہوے اطاعت و متابعت

(حاشیہ) دو کتاب الاتقان [illegible]

۴۲ اگر بذریعہ اختیار ہوگا کسی ایسی جماعت معین کے لئے جنکا نفس ضرور نہ واجب التعمیل ہو اور ایسی جماعت کی تعیین کے لئے ضرورت ہوگی کسی دوسری جماعت کی اور علی ہذا القیاس پس لازم آویگا دور یا تسلسل پس محال ہے امر تعیین امام باختیار مومنین ہو ۱۲ منہ عفی عنہ

اون سے ہر واحد پر تکملہ بہت سی احادیث سے ثابت ہی کہ حضرت
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ نے اپنا جانشین اور وصی اور بعد اپنے خلیفہ مقرر کیا اور متعدد آیات
قرآنی بھی اسپر دلالت کرتے ہین پس جناب امیر علیہ السلام بموجب
نص منجانب اللہ تعالے اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بعد رسول
اللہ کے بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور بہت سے احادیث فریقین مین
یہ تصریح ہی کہ بارہ خلیفہ اور امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہون گے
اور وہ اولاد رسول اللہ ص اور اولاد جناب امیر علیہ السلام سے ہونگے
اور بعض مین کل اسماء ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے بصراحت مذکور ہین
اور بعض مین صرف اسمار جناب امیر علیہ السلام اور جناب امام حسن علیہ
السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر کرکے بعد ازان یہ لکھا ہے
کہ باقی نو امام اولاد سے جناب امام حسین علیہ السلام کے ہونگے اور بہت سے احادیث
سے ثابت ہی کہ ہر امام سابق نے امام مابعد کے ہونیکے باب مین نص بھی
کردی تھی تو اس وجہ سے بھی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
بخوبی ثابت ہی جنکے اسمار مبارک یہ ہین اول امام حضرت علی ابن ابیطالب
دوسرے حضرت امام حسن ابن علی تیسری حضرت امام حسین ابن علی چوتھے
امام حضرت علی ابن الحسین پانچوین امام حضرت محمد ابن علی چھٹے امام حضرت جعفر ابن محمد

ساتوین امام حضرت موسیٰؑ ابن جعفرؑ آٹھوین امام حضرت علیؑ
ابن موسیٰؑ نوین امام حضرت محمدؑ ابن علیؑ دسوین امام حضرت علیؑ
ابن محمدؑ گیارہوین امام حضرت حسنؑ ابن علیؑ بارہوین امام حضرت
محمدؑ ابن الحسنؑ **تکملہ** امام کو قدرت معجزہ کی عطا ہونا جسکے ذریعہ سے
وہ اپنی امامت اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بمقابلہ
مخالفین ہرطرح ثابت کرسکے ایک لطف عباد کے حق مین متصور ہے
اور عمدہ ذریعہ بندون کی ہدایت کا ہی پس یہ لطف ہی اللہ تعالیٰ
پر بنظر اوسکی حکمت کاملہ کے واجب ہی **تکملہ** ائمہ اثنا عشر علیہم
السلام نے بروقت ضرورت بہت سے معجزات دکھلائے اور اسوجہ سے
بھی امامت اونکی بخوبی ثابت ہی پس وہی سب ائمہ برحق ہین **فائدہ**
سبب حرمان خلق کا حضور امام زمان سے نہین منجانب اللہ تعالیٰ کے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نہین کرتا کوئی امر مخالف مقتضائی حکمت کے اور نہ
منجانب امام کے بسبب اوسکی معصوم ہونیکے پس ضرور ہی کہ ہو یہ سبب
منجانب اوسکی رعیت کے اور جب تک یہ سبب غیبت کا موجود رہیگا
نہ ظاہر ہونگے امام اور رجعت بعد رفع کرنے علت مانع کے اطاعت سے اور ظاہر کردینگے
حقیقت کے قائم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ کیلئے اوپر خلق کے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر واجب
تہا وہ اوسنی کردیا اور عدم ظہور بوجہ عدم انقیاد خلائق کے واقع ہوا اور استبعاد

اوس کی طول عمر مین بعد ثبوت امکان اور وقوع طول عمر کے اوسکے
غیر کے حق مین مثل نوح اور خضر و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیهم السلام کے
صریح جہل ہے **تکملہ** استبعاد بوجہ اختفاء امام کے بھی صحیح نہین ہے
جبکہ یہ حضرت عیسیٰ و حضرت خضر علیهم السلام کے حق مین مسلم الثبوت ہے
تبصرہ ہرگاہ انبیاء اور ائمہ ایسے اشخاص ہین کہ امت اونکی جانب
تعلیم اور تادیب مین محتاج ہین تو واجب ہی یہ کہ ہون وہ اعلم اور
اشجع اور جبکہ ہین وہ معصومین تو واجب ہی یہ کہ ہون اقرب بہ نسبت
تمام آدمیون کے اللہ تعالے کیجانب اور چونکہ امام رعیت نبی ہے ہی
تو واجب ہی یہ کہ ہو نسبت نبی کے فضل مین طرف امام کے مثل نسبت ۴۵
امام کے طرف رعیت کے **تکملہ** صحابہ کی مدح مین بیشک متعدد آیات
قرآنی اور احادیث ہین مگر برخلاف اسکے بہت سے آیات اور احادیث
سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اونمین اہل نفاق بھی شریک تھے تو اب
دونون قسم کے آیات و احادیث کو باہم ملانے سے یہ ضرور واجب التسلیم
ہی کہ کچھہ صحابہ لائق مدح و ثنا و کچھہ مصداق آیات اور احادیث
دم سے تھے پس یہی عقیدہ در حقیقت درباب صحابہ کے حق ہی کہ دونون
قسم کے آیات و احادیث کی مصداق اونمین موجود تھے اور ممدوحین
صحابہ بعد اہلبیت علیهم السلام کے اول درجہ کے مومنین تسلیم ہونا

چاہیے اور یہی نتیجہ فریقین کے ... عترت لائق تسلیم ہو سکتا ہے
جبکہ بلا تعصب و نفسانیت ایسے مسائل پر غور کیا جاوے مگر بعید
ممدوح ہونے صحابہ کا ضرور ہے ... جس نے مخالفت احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں کی اور ہمیشہ بموجب آپکی وصیت
کے تمسک قران اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا ہے وہی صحابہ ممدوحین ہیں **فصل رابع** بیان معاد میں جاننا چاہیے کہ
اللہ تعالی نے خلق کیا انسان کو اور عطا کیا اوسکو علم و قدرت و ارادہ
و ادراک اور قوی مختلفہ اور گردانا ہے اوسکے زمام اختیار کو
اوسکے ہاتھہ میں اور اوسکو تکلیف دی ہے تکالیف شاقہ کی اور
۴۶ مخصوص کیا ہے اوسکو ساتھہ الطاف خفیہ و جلیہ کے واسطے ایک
غرض کے جو عائد ہوگی طرف اوسکے اور نہیں یہ مگر ایک نوع ایسے
کمال کا جو نہیں حاصل ہو سکتا مگر بذریعہ کسب کے اسواسطے کہ اگر
ممکن ہوتا یہ امر بلا واسطہ تو خلق کرتا وہ اونکو متصف اوسی کمال کے
ساتھہ ابتداءً اور جبکہ دنیا دار تکلیف ہے تو وہ دار کسب ہے اور
ضرور ہے کہ زندہ رہے انسان ایک مدت تک کہ ممکن ہو تحصیل ایسے
کمال کی بیچ اوس مدت کے اور بعد ازاں رجوع کرے طرف
دار جزا کے اور نام رکھا گیا ہے اوسکا دار آخرت مقدمہ دو چیز

که جس کیطرف انسان اشاره کرتا هی یعنی وه ذات که انا کهتا هی جس سے
معنی مین کیے هین وه جوهر مجرد هی یعنی ایسی موجود بالذات اور مجرد هی
ماده اور جسمیت سے کیونکه اگر عرض هوتا تو هر آئینه محتاج هوتا ایسے محل کا
جو متصف هوتا ساته اوسکے اور نهین متصف هوتی کوئی شئی ساته
انسان کے بالضرورت یعنے بالبداهت بلکه وه متصف هوتا هی ساته
اوصاف کے جو غیر اوسکے هین تو انسان جوهر هی اور اگر وه صاحب وضع
یعنی قابل اشاره حسیه هوتا تو هوتا وهی بدن یا کوئی شئی اوسکے جوارح
یعنی اعضا سے جو نهین متصف هوتے ساته علم کے لیکن وهی انسان
بالضرورت و بالبداهت متصف علم کے ساته هوتا هی تو انسان هوگا
جوهر مجرد عالم اور بدن اور تمامی جوارح آلات اوسکے هونگے اوس کے
افعال مین اور هم نام رکهتے هین اوسے جوهر مجرد کا اس مقام ذکر معاد
مین روح **تکمله** یه قول که یه نفس ناطقه اور روح انسانی جوهر مجرد هے
جسکی تصریح یهان محقق علیه الرحمه نے کی هی قول ایک جماعت متکلمین اور
علی العموم جمیع حکمائے نامی کا هی مگر ایک دوسرا قول یه هی که نفس ناطقه
اور روح انسانی جسمانی هی اور اسیکے قائل ایک جماعت کثیر متکلمین کے
هی اور قران و احادیث کا ظاهر بهی یهی معلوم هوتا هے اور اسپر
بهت سے دلائل قائم هوسکتے هین بلکه اس باب مین دعوی بداهت

ممکن ہی کہ فی الواقع نہین ہی وہ شئی جو مدار علم وحیات انسانی کا ہی خارج جسم
انسان سے اور یہ لائق تسلیم نہین ہی کہ کوئی جسم کیسا ہی لطیف ہو متصف بعلم
کے ساتھ نہین ہوسکتا ہی اور جو لوگ روح انسانی کو جسمانی کہتے ہین اونمین بہت
اختلافات ہین اسباب مین کہ وہ کل جسم انسان ہے یا کوئی جزو جسم انسان کا ہی لیکن
قول اقرب الی الصواب یہ ہی کہ وہ ایک جزو لطیف جسمانی ہی جو تمام اعضا مین ساری ہے
اور اوسپر مدار علم وحیات انسان کا ہی اسباب مین بہی اختلاف ہی کہ مادہ اوسکا کیا ہے
بعض اوسکو جسم ہوائی بعض جسم ناری اور بعض عناصر اربعہ کہتے ہین اور بعض
کا قول ہی کہ وہ اجسام نورانیہ سماویہ لطیفۃ الجواہر ہین جنکی طبیعت زیادہ تر مشابہ
ضوء آفتاب سے ہی اور وہ تحلل وتبدل اور تفرق وتمزق کو قبول نہین کرتے
اور جب بدن پیدا ہو جاتا ہی اور مستعد قبول روح کا ہوتا ہی تو بحکم اللہ تعالی
یہ اجسام سماویہ اوسمین نفوذ کیجاتے ہین مثل نفوذ آگ کے کوئلہ مین اور
مثل نفوذ تیل کے تل مین اور مثل گلاب کے گلاب کے پہول مین مگر ممکن
ہی کہ یہ کہا جائے کہ بنظر اوسکے نورانی ہونے کے اور بنظر اوسکے کمال
لطافت کے اور نیز بعض احادیث خلقت روح اور خلقت نور محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ پر نظر کرکے یہ گمان ممکن ہی کہ ارواح انسانی کا مادہ خلقت مشابہ ہی مادہ
افلاک اور کواکب اور اون انوار سے جو کہ زیر عرش مخلوق ہوئی ہین اور
باختلاف مراتب ارواح انھین موادین سے کسی مادہ کے مشابہ مادہ سے

۴۵

پیدا ہوئی ہین اور یہ قول در حقیقت بہت قریب ہی اوس قول سے جسمین
روح کا جسم [illegible] سے تسلیم کیا ہی لیکن اس بابمین حکم قطعی ممکن
نہین [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہین اور اسمین غور سوائے مزید عینت
[illegible] سی وجہ سے جب سوال کیا گیا تہا روح کی
[illegible] ہوا کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی نتنے
[illegible] کا ہی اور بعضا اس مقام مین غور کرنا نہین
[illegible] نہین اور بنظر اس کے
[illegible] اور ایک عالم حکمت ہی یہ کہنا کہ
[illegible] و الحمد للہ رب العالمین
[illegible] جمع کرنا اجزاء [illegible] السان کا اور تالیف کرنا و کما [illegible]
[illegible] اور اعادہ کرنا او سلے روح مدبرہ کا طرف
[illegible] یعنے حشر اجسام اور یہ ممکن [illegible]
[illegible] ہی تمام ممکنات کا اور جسم قابل ہے
[illegible] کی تو اللہ تعالیٰ قادر ہی اوپر اوس حشر کے
[illegible] خبر دی ہی حشر اجساد کی اور وہ مناسب ہی مصلحت
کلیہ کی پس حشر اجساد حق ہی بسبب عصمت انبیاء کے اور جنت و نار جو محسوس
ہو نگے اور جنکا وعدہ انہین انبیاء نے کیا ہی وہ خلق ہو چکے ہین اور حق

ہین تاکہ استیفا کیا جاے حقوق مکلفین کا از قسم ثواب و عقاب کے اور
اسیطرح سوال منکر نکیر اور عذاب قبر اور حشر اجساد اور تطائر کتب کا یعنے پیش
ہونا نامہاے اعمال نیک و بد کا اور گویا ہونا جوارح کا اور سوا اوسکے جسکی کہ
خبر دی ہے انبیا نے احوال آخرت مین سے وہ سب حق ہین بسبب اونکے
ممکن ہونیکے اور خبر دینے انبیا کے صادقین کے بداہۃ اعادہ معدوم کا بعینہ
محال ہے ورنہ لازم آئیگا تخلل عدم کا بیچ وجود واحد کے پس ہوگا وہ وجود واحد
وجود اثنین اور یہ محال ہے۔ جبکہ حشر اجساد حق ہوا تو واجب ہوا کہ نہ معدوم
ہون اجزاے بدن مکلفین و نیز ارواح اون کی بلکہ متبدل ہوتا ہے تالیف و
مزاج اور فنا جسکا اشارہ واقع ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور نیز كُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مین اوس سے کنایہ طرف اسی تبدل تالیف و مزاج
کے ہے۔ مبحث فلاسفہ نے کہا ہے کہ حشر اجساد محال ہے کیونکہ جو جسد کہ معتدل
ہو مزاج اوسکا اور مستعد ہو واسطے قبول نفس کے اسلئے مستحق ہوتا ہے فیضان
نفس کا منجانب عقل فعال کے پس اگر متصف ہون اجزاء بدن میت کے
بوقت حشر ساتھ مزاج کے تو مستحق ہونگے ایک نفس کے منجانب
عقل کے اور ضرور ہے کہ فیضان کرے عقل فعال ایسے نفس کو کیونکہ فیضان نفس کا
ایسے مادہ پر جو قابل ہے بوجہ عدم بخل مبدء فیاض کے ضرور ہے پس اگر اعادہ
کیجاے اوسکے طرف اوسکے نفس [illegible]

تو لازم آئیگا انعدام نفس بعد بدن کے بھی [illegible] اور یہ محال ہے بالضرورت اور

یہ [illegible] وجود فاعل مختار کو اور باطل کیا ہے اون کے

قول [illegible]

[illegible] سے لفظ [illegible]

[illegible] محقق [illegible]

[illegible] معاد [illegible] کو محال نشایہ کرتے ہین اور اسی وجہ سے

یہ لوگ [illegible] قائل [illegible] ہین کہ معاد جسمانی [illegible] حقیقت یہی ہے کہ اجسام

کی ترکیب [illegible] بروقت موت فنا [illegible] ہوتی ہے اور روح اور

اجزاے اصلیہ اجسام باقی رہتے ہین اور بروقت قیامت اونہین اجزا ۵۱

کو ترکیب اور تالیف دیکر بحکم اللہ تعالیٰ [illegible] ہوکر روح سابق

اوس سے متعلق کر دیجاینگے پس وہ سب بدستور سابق زندہ ہو جاینگے

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اجسام اور اونکے اجزا بعد موت فنا ہو جاتے

ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت قیامت اللہ تعالیٰ اونہی

ابدان مثل ابدان سابق کے پیدا کرکے اونہین روحون کو داخل کردیگا

اور وہ بدستور سابق زندہ ہو جائینگے تیسرا قول یہ ہے کہ تالیف و اجزا بعد

موت سب فنا ہو جاتے ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت حشر

اللہ تعالیٰ اونہین ابدان سابقہ کو بعینہا اونہین اجزا اور اونہین تالیفوں کے

ساتھ بعینہا پیدا کر دیگا اور روحون کو اونہیں بدنوں میں [illegible] کر دیگا

اور سب بدستور زندہ ہو جائینگے اور ایک قول آخر [illegible]

اس مقام پر یہ ہی کہ اعادہ معدوم محال نہیں [illegible]

تھا اوسیطرح ایجاد ثانی ممکن ہے اور تخلل عدم کا [illegible]

جسکا حاصل یہ ہی کہ وہی وجود سابق پھر ایک زمانہ [illegible]

ہی محال نہیں ہے اور نہ اوسکے وجہ سے وجود واحد کا دو ہو جانا لازم آتا ہے

پس یہ لوگ اسکے قائل ہیں کہ تمامی اجزا اور تالیف [illegible]

موت فنا ہو جاتے ہیں اور بروقت قیامت [illegible]

اور پھر از سر نو اللہ تعالی اجزا اور تالیف [illegible]

زندہ ہو جائینگے اور اس قول کی [illegible]

زیادہ ہوتی ہے اور دیگر اقوال سکے [illegible]

جسکا ذکر کتاب بحار الانوار میں مع دلائل [illegible]

قول کو محقق علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہے اسکے موید آیات [illegible]

ہیں اور دلائل حکیمانہ بھی زیادہ اوسی کی تائید کرتے ہیں مگر اسباب [illegible]

زیادہ غور ضرور نہیں ہے کیونکہ [illegible]

اور وہ اجسام جو منتشر ہو گئے [illegible]

جاننا کہ کیونکر زندہ کیے جائینگے [illegible]

دوبارہ زندہ کرنا ... اموات کا ہے پس وہ ممکن ہے دلیل معاد کے

... ہمراہ اور احادیث کثیرہ ... بعض آیات سے علما

... ثابت کرتے ہین اور بعض قرآن مین ... اور دون آدمی ...

... بعد مدت دراز کے زندہ ہوگئے تھے تو ... بھی

... بھی حدیث مین ہے کہ ویسا ہی اس امت مین ہوگا اور کوئی وجہ

... ہو پس رجعت یعنے رسول اللہ صلی اللہ

... و آلہ وسلم ... ائمہ علیہم السلام کا پھر دنیا مین آنا اور کامل مومنین کا بعد عمر

... الٰہی اور اسیطرح دشمنان کامل اہلبیت علیہم السلام

۵۲ کا ... قبل عذاب آخرت کے معذب ہونا ...

... اور عقاب جو موعود ہین وہ دائم ہونگے اور جو مستحق ثواب

... کا ہوگا وہ مخلد ہوگا جنت مین اور جو مستحق ہوگا عقاب علی

... مثل کفار کے تو مخلد فی النار ہوگا اور جو شخص کہ مستحق

ہو ... عقاب کا مثل صبیان اور مجانین اور مستضعفین کے نہین مستحسن

... مطلق سے معذب کرنا ونکا پس داخل ہونگے ... جنت

... جمع کریگا ... استحقاق ... یعنے استحقاق ...

لوگون ... وعید عقاب ... نسبت ...

... امکان عام کے یہ کہ عفو کرے اللہ تعالیٰ ...

اور اسواسطے کہ اوسنے وعدہ عفو کیا ہی باوجود مستحسن ہونے عفو کے بھی
اور خلف وعدہ قبیح ہی اور سوا اسکے وہ نہ غرض اوسکے خلق سے ثواب
دینا اور سبب آپس عذاب کرنا اوسکا نقیض اوسکے غرض خلقت ہے
اور اگر نہ نصیب ہوگا اوسکو عفو اللہ تعالی کا یا کہ مذنب ایسا ہو کہ اوسکی
نسبت وعید عذاب بالیقین ہوئی ہو تو یا آنکہ حبط یعنی ساقط ہوگا ایک
استحقاق بسبب استحقاق آخر کے یا کہ نہ حبط یعنی ساقط ہوگا کوئی
استحقاق اونمین سے بوجہ آخر کے پس در صورت ثانی مین یا کہ اوسکو ثواب
دیا جائیگا جنت کا اولا اور بعد ازان اوسکو عقاب کیا جائیگا یا آنکہ اسکے
بالعکس کیا جائیگا یعنے اول عقاب کیا جائیگا اور بعد ازان ثواب دیا جائیگا
ساتھ جنت کے حل شبہہ — مذہب اول وہی اسقاط احد ۵۳
الاستحقاقین کا بسبب استحقاق آخر کے مذہب وعیدیہ کا ہے
معتزلہ مین سے اور وہ نہین جایز رکہتے ہین عفو کو مگر صغائر مین پس مذہب
ابو علی جبائی کا یہ ہی کہ استحقاق زائد استحقاق ناقص کو حبط یعنے ساقط
کرتا ہی اور وہ خود بحالہ باقی رہتا ہی اور وہی احباط یعنے اسقاط ہے
جو آیات و احادیث مین مذکور ہی اور مذہب اوسکے بیٹے ابو ہاشم
کا یہ ہی کہ نہین باقی رہتا ہی زائد مین سے بعد تاثیر کے مگر اوسیقدر
جو فاضل ہو مقدار استحقاق ناقص سے اور باقی ساقط ہوجاتا ہی

ہو

بوجہ ناقص شے کے اور وہی مراد صحیح موازنہ یعنے وزن کرنیسے اعمال خلائق کے
اور نہ ہوگا حکم جزا بسبب فاضل کے قدر استحقاق مین سے خواہ وہ استحقاق
ثواب ہو خواہ استحقاق عقاب ہو اور یہ دونون مذہب باطل ہین بوجہ اونکے
مبنی ہونیکے اوپر تاثیر استحقاق کے اور یہ غیر معقول ہے کیونکہ استحقاق
امر اضافی ہے اور اضافت نہین موجود ہوتی خارج مین ورگرنہ لازم آئیگا
تسلسل کیونکہ اگر موجود ہو تو اوسکے لئے محل ضرور ہوگا اور اوس محل
اور اس اضافت کے درمیان مین نسبت اور اضافت ہوگی اور وہ بھی موجود
ہوگی اور اوسمین اور بھی اسیطرح کلام کیا جائیگا اور وجود اضافات غیر متناہی
کا خارج مین لازم آئیگا اور جو نہین موجود ہوتا خارج مین نہین معقول ہے
تاثیر اور تاثر اوسکا اور اگر ہم قائل ہون وجود خارجی استحقاق کی برسبیل
تنزل تو کہینگے ہم کہ یا اسکے پائے جائینگے دونون استحقاق معا یا نہین
اور اول مقتضی ہوگا کہ ہون دونون استحقاق ضدین اور یہ منافی ہے
اونکے مذہب سے اور علاوہ ازین ایک اونمین سے نہ ہوگا اولی تاثیر احباط
مین دوسرے سے بموجب مذہب ابی علی کے اور جسوقت کہ ساقط ہوگا
ایک بوجہ آخر کے موازنہ مین تو کیونکر ساقط ہوگا آخر بسبب اوسکے
سو اسطے کہ تاثیر معدوم کی موجود مین غیر معقول ہے اور صورت ثانی
یعنے یہ کہ دونون استحقاق معًا نہ پائے جائین تو نہ معقول ہوگی تاثیر

ایک کی او نہین سے آخر مین اور نہ وارد ہوگی ہم پر اشکال بوجہ اضداد کے

کیونکہ ہم نہین حکم کرتے ساتھ تاثیر ہر واحد کے اونمین سے آخر مین ایکین

مذہب ثانی اور وہ یہ ہی کہ اول ثواب دیا جائے پھر بعد ازان عقاب

کیا جائے پس وہ متروک ہی بالاجماع پس نہین باقی رہتی ہی مگر صورت

ثالث اور وہی یہ ہی کہ عقاب کیا جائے بعقاب منقطع ایک مدت خاص تک

بعد ازان مخلد فی الجنت ہوا اور وہی حق اور مناسب ساتھ عدل اللہ تعالی

کی ہی اور جس سے کہ تعبیر کی ہی ساتھ میزان کے وہی کنایہ ہی عدل سے

و ... یکے تکملہ ... تعالی چونکہ عادل ہی تو ... الزنا بموجب اصول

... بہرحال مستحق ثواب ہوگا درصورتیکہ وہ مومن ہوا اور اعمال صالحہ

... ہو ... درصورت کفر و عصیان وہ مستوجب عقاب ہوگا ...

... محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی اہل کبائر کے ... ثابت ہی لیکن ...

... عفو اہل کبائر کو جائز رکھا ہی جائز رکھا ہی شفاعت مذکورہ ...

جسنے نہین جائز رکھا عفو مذکور کو اوسنے نہین ... شفاعت ...

کو اور جبکہ مذہب ثانی باطل کیا گیا تو ثابت ہوگیا مذہب ... اول ...

آیات و احادیث منقول ہین جنسے شفاعت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ ...

علیہم السلام کی بلکہ شفاعت کرنا مومنین کاملین کا ثابت ہی پس ...

شفاعت کا ضروری جبکہ یہ امر ممکن اور کمال رحمت و مغفرت اللہ تعالی کی

نظر سے انسب ہی اور اصول عدل کے شبہ خلاف نہیں فائدہ +
ایمان تصدیق کرنا ہی اوس چیز کا کہ واجب ہی تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنے موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعیدیہ نے کی ہے اور وہ یہ
ہی کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے
ہی اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہین پس
وہ مومن ہین اور وہ مستحق ہین ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
57 قرآن مین واسطے اونکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالی کو اور اسیطرح
مکلّفین وغیر مکلّفین پہونچایا جائیگا اونکو عوض اونکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونکے حق مین اور حساب کیا جائیگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے خـتم و نصیحت جبکہ فارغ ہوے ہم اوس چیز سے
کہ وعدہ کیا تھا ہم نے پس چاہیے کہ ختم کرین ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور مشاہدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنای ہستی مین واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لئے اوسکے خالق نے اپنے فضل و کرم سے اوسکو خلق

کیا نہ ہے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط وجہل سے ورنہ وہ مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو بہونچیگا نقصان ظاہر وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم لسعادۃ الدین بمحمد والہ اجمعین

یعنے اللہ تعالیٰ ہمکو اور تمکو اے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت دین کی عطا فرمائے بحق محمد وجمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمیٰ قرآن اور بہت سے احادیث مین سے مومنین صالحین کے حق مین کہ جنت مین اونکو نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ واشربہ وفواکہ لطیفہ نصیب ہونگے اور علاوہ اونکے لطف ولذت قصور وانہار وباغات جنت اور صحبت ومعاشرت ازواج طیبہ وحورعین انکو نصیب ہونگے اور جو لوگ حورون کی صحبت کو اور اونکی ملنے کو خلاف عظمت وجلالت جنت کے تصور کرتے ہین اونکو درحقیقت اس امر سے اطلاع نہین ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت عمدہ نعمائے اللہ تعالیٰ سے ہین خواہ دنیا مین ہون خواہ آخرت مین نہ صرف بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس ومحبت وحسن ومعاشرت کے بھی اور اگر یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا مین اپنے انبیا اور اولیا کو یہ نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خاص جنت مین اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زوجہ طیبہ یعنے حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی آخرت مین عطا ہونے مین استبعاد بیجا ہے اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور

مذکور ہین قرآن واحادیث مین مثل دودھ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے
اونسے مراد در حقیقت یہ ہی کہ اسی شکل وصورت کی نعمتین جنت مین عطا
ہونگی مگر اونکی کیفیت اور لذت کروڑن حصے انہین اقسام کی نعمائے
دنیا سے بڑہی ہوی ہوگی اور در اصل ایسا فرق عظیم نعمائے جنت اور
نعمائے دنیا مین ہوگا جس کا بالفعل سمجھنا یا سمجھانا ممکن نہین ہے
اسیوجہ سے یہ وارد ہوا ہی کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت مین کہ جو نہ
کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہ کسی کان نے سنا ہی اور جو نعما مذکور ہوی ہین
اونہین پر نعمائے جنت محصور نہین ہین بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعما
حاصل ہون گی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجملاً یہ البتہ
کہا جاسکتا ہے کہ ادنی ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف
ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفونسے بڑہے ہوے لطفون پر مشتمل ہوگا اور سب سے
اعظم نعمت نعمائے جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالی کی ہوگی کہ اوسکا لطف
احاطہ خیال سے باہر ہے اللّٰھم ارزقنا واخواننا نعماء جنّٰت
الطیّبہ واجعلنا من المتمتعین برحمتک الابدیہ
خاتمہ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۷ ارشوال
۱۲۹۵ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳۔ شوال سنہ مذکور ختم ہوا
اور یہ ایک عمدہ مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہی

جس سے علم یقینی ملت حقہ الہیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہو سکتا ہے
جو لوگ مستفید ہوں اس سے اونکو چاہیئے کہ اوّل محقق طوسی علیہ الرحمہ
کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنے فصول فی الاصول کے ہیں
اور بعد ازان راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعائے خیر
یاد کریں اور میری دعائے خیر تو سب کے حق میں یہ ہے کہ ربنا
اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعہ تاریخ از مصنف مدظلہ

چون این رسالہ طبع شد از فضل ذوالجلال	بشگفتہ ہمچو گل ز طرب ہا دل ملول
تاریخ حسن طبع چو مطلوب طبع بود	تا عمر یادگار بماند بر فحول
بنوشت شمس از سر اعجاز مصرعی	این است بہر مقصد حق منہج وصول

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

بخط خام سید محمد علی عفی عنہ

تتمہ حواشی متعلقہ صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہا جو نہایت

ضروری حواشی ہیں چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کر دیے گئے ہیں
اونکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

نظر سے انسب ہے اور اصول عدل کے بھی خلاف نہیں فائدہ +
ایمان تصدیق کرنا ہے اوس چیز کا کہ واجب ہے تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنے موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعیدیہ نے کی ہے اور وہ یہ
ہے کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے
ہے اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہیں پس
وہ مومن ہیں اور وہ مستحق ہیں ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
۵۷ قرآن میں واسطے اونکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالی کو اور اسیطرح
مکلفین وغیر مکلفین پہونچایا جائیگا اونکو عوض اونکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونکے حق میں اور حساب کیا جائیگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے ختم ونصیحت جبکہ فارغ ہوے ہم اوس
کہ وعدہ کیا تھا ہم نے پس چاہئے کہ ختم کرین ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور مشاہدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنای ہستی مین واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لئے اوسکے خالق نے اپنے فضل وکرم سے اوسکو خلق

کیا نے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط و جہل سے ورنہ وہ

مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو یہ پہونچیگا نقصان ظاہر وفقنا اللہ

تعالی وایاکم لسعادة الدین بمحمد والہ اجمعین

یعنے اللہ تعالی ہمکو اور تمکو اے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت

دین کی عطا فرمائے بحق محمد و جمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمی قرآن اور

بہت سے احادیث مین ہے مومنین صالحین کے حق مین کہ جنت مین اونکو

نعمائے غیر متنا ہیہ از قسم اغذیہ و اشربہ و فواکہ لطیفہ نصیب ہونگے

اور علاوہ ازین لطف و لذت قصور و انہار و باغات جنت اور صحبت و معاشرت

ازواج طیبہ و حور عین نصیب ہونگے اور جو لوگ حورون کی صحبت کو اور

اونکے ملنے کو خلاف عظمت و جلالت جنت کے تصور کرتے ہین اونکو درحقیقت

اس امر سے اطلاع نہین ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت عمدہ نعمائے

اللہ تعالی سے ہین خواہ دنیا مین ہون خواہ آخرت مین نہ صرف

بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس و محبت و حسن و معاشرت کے بھی

اور اگر یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا مین اپنے انبیا اور اولیا کو یہ

نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خاص جنت مین اللہ تعالی نے

حضرت آدم کو زوجہ طیبہ یعنے حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی

آخرت مین عطا ہونے مین استبعاد بیجا ہے اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور

مذکور ہین قرآن واحادیث مین مثل دودہ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے
اونسے مراد درحقیقت یہ ہے کہ اسی شکل وصورت کی نعمتین جنت مین عطا
ہونگی مگر اونکی کیفیت اور لذت کروڑون حصے انہین اقسام کی نعمائے
دنیا سے بڑہی ہوی ہوگی اور دراصل ایسا فرق عظیم نعمائے جنت اور
نعمائے دنیا مین ہوگا جس کا بالفعل سمجھنا یا سمجھانا ممکن نہین ہے
اسی وجہ سے یہ وارد ہوا ہے کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت مین کہ جو نہ
کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سُنا ہے اور جو نعما مذکور ہوی ہین
اونہین پر نعمائے جنت محصور نہین ہین بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعما
59 حاصل ہون گی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجملاً یہ البتہ
کہا جاسکتا ہے کہ ادنی ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف
ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفونسے بڑہے ہوے لطفون پر مشتمل ہوگا اور سب سے
اعظم نعمت نعمائے جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالی کی ہوگی کہ اوسکا لطف
احاطہ خیال سے باہر ہے اللّٰہم ارزقنا واخواننا نعماء جنّات
الطیّبہ واجعلنا من المتمتعین برحمتک الابدیہ
خاتمہ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۷ شوال
۱۲۹۵ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳ شوال سنہ مذکور ختم ہوا
اور یہ ایک عمدہ مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہے

جس سے علم یقینی ملت حقہ الہیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہوسکتا ہے
جو لوگ مستفید ہون اس سے اونکو چاہیئے کہ اول محقق طوسی علیہ الرحمہ
کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنے فصول فی الاصول کے ہین
اور بعد ازآن راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعاے خیر
یاد کرین اور میری دعاے خیر تو سب کے حق مین یہ ہے کہ ربنا
اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعہ تاریخ از مصنف مدّ ظلّہ

چون این سالہ طبع شد از فضل ذو الجلال	بشگفتہ ہیچو گل ز طرب ہا دل ملول
تاریخ حسن طبع چو مطلوب طبع بود	تا عمر یادگار بماند بر فحول
بنوشت شمس از سر اعجاز مصرعی	این است بہر مقصد حق منہج وصول

۱۳۱۲ ہجری

بخط خام سید محمد عفی عنہ

تتمہ حواشی متعلقہ صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہا جو نہایت
ضروری حواشی ہین چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کر دیے گئے ہین
اونکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

۶۰

حواشی متعلق صفحہ ۷ جو یہان مذکور ہی اور بنشے اسکے کہ اوس سے یہ دیکھا جائے یہ ہین کہ اوسکے طرف نسبت
نفی یا اثبات کسی شئے کی کیجائے اور یہ ظاہر ہی کہ نفی و اثبات کی لفظین جو اس تعریف مین مذکور ہین اونکا علم
موقوف ہی علم وجود پر اور اسیطرح وہ تعریف بھی جو کیگئے ہی کہ وجود وہ ہے ہی کہ جسکے وجہ سے ماہیت حاصل
ہی خارج مین اور جو یہ تعریف کی ہی کہ وجود ہونا کسی شئے کا ہے اعیان مین اسواسطیکہ اس تعریف مین بھی
ہونا شئی کا خارج مین اور ہونا شئی کا اعیان مین جو مذکور ہین وہ علم و جہل مین مساوی ہین وجود کے
ساتھ ۱۲ منہ عفی عنہ سلہ کیونکہ ایسی تعریفین دور پر مشتمل ہین کیونکہ علم شئی کا اوسکی تعریف پر موقوف
ہوتا ہی اور جبکہ علم ایسی تعریفونکا بسبب علم وجود کے ہوا یا تابع علم وجود کا ہوا تو اب علم وجود کا خود علم وجود
پر موقوف ہوا اور یہ صریح دور ہی پس حق یہ ہی کہ علم وجود بدیہی ہی اور علم بدیہی ہونے علم وجود کا بھی بدیہی
ہی اور جو تعریفیں مذکور ہوی ہین وہ تعریفین حقیقی نہین ہین بلکہ وہ لفظی تعریفین ہین بغرض دفع خفا کے
جو بعض اذہان مین ممکن تہی ۱۲ منہ عفی عنہ سلہ یعنے تقسیم موجود کیطرف اوسکی دو قسمونکے جس سے علم معنے واجب
الوجود اور ممکن الوجود کا حاصل ہوسکتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ سلہ کیونکہ یہ تقسیم دائر ہی درمیان نفی اور اثبات
۶۱ کے یعنے اس تقسیم مین دو قسمین ایسی قائم کیگئے ہین جسمین سے ایک اثبات ایک امر کا ہی اور دوسری قسم
نفی اوسکی ہی اور ایسے صورت مین کوئی اور قسم ممکن نہین ہے ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آیگا اور اگر
مورد قسمت معنی مفہوم کو قرار دین اور یون کہین کہ ہر مفہوم کو جب ہم لحاظ کرتے ہین یا کہ وجود اوس کا
ضروری ہوگا اور وہ واجب الوجود ہی یا آنکہ عدم اوسکا ضروری ہوگا اور وہ ممتنع الوجود ہی یا آنکہ وجود
عدم اوسکا کوئی ضروری نہوگا اور وہ ممکن الوجود ہی اسطرحسے تین اقسام حاصل ہونگی جو مباین ہین
اور تصور اِنکے مفہومات کی بھی بدیہی ہین مثل تصور وجود کے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۱
سلہ اور مسموع ہی ہمارے کانون سے مگر حال نہین ہی ہمارے مسامع اور قلوب اور زبانون اور کانون مین اور
اس کلام مین تناقض ظاہر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ معنے یہ ہین کہ جو لکہا ہوا ہی مصاحف مین دال ہے
کلام پر اور جو محفوظ ہی قلوب مین وہ دال ہے کلام پر اور جو مقروء ہی بزبان دال ہی کلام پر اور جو مسموع
ہی کان سے دال ہے کلام پر مگر اصل کلام قائم بذات اللہ تعالیٰ ہی تو یہ ظاہر ہی کہ یہ معنے غیر ظاہر ہین
اور کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایک کلام کہا جائے اور اوسکی معنے غیر متبادر کے ساتھ تاویل کیجا
پھر بموجب اونکے قول کے بہت سے آیات قرآنیہ مین تاویل کی ضرورت ہوگی اور بہت سے احادیث
مین مثلاً اب بموجب اونکے کلام کے جہان قرآن مین ہی کہ وہ نازل کیا گیا ہے صحیح نہوگا کیونکہ کلام

و ر تعداد بیان کردئے اور جنگ و غیرہ جو شخص شہید ہوتا تہا اور جو مرد ار ہو جاتا تہا سب کا حال آپ بیان کرتے

اصلی نازل نہین ہوا اور جہان قرآن مین ہے کہ وہ کتاب ہی تو یہ بھی بظاہر صحیح نہین ہے کیونکہ اصل کلام کتاب نہین ہے اور جہان کفار کو حکم ہوا کہ تم مثل کلام اللہ کے پیش کرو تو یہان بھی اصل کلام کو کفار جانتے بھی نہین تھے اونسے اوسکا مثل طلب کرنا صحیح نہوگا اور جہان کہا ہے کہ قرآن ہادی ہی بلا تاویل صحیح نہوگا کیونکہ اصل کلام ہادی نہین ہے پس ایک قاعدہ لفظی کی رعایت سے ایسے قول کے قائل ہونا جس سے تمام کلام اللہ تعالی کے عمدہ آیات کی تاویل کی ضرورت ہو علاوہ اسکے تاویلات سابق کے اسوجہ سے بھی ضرور نہین ہے کہ دلیل عقلی مجوز ایسے تاویلات کی قائم نہین ہوئی اور حدیث جو نقل کی ہے ان لوگون نے کہ وَ الْقُرْاٰنَ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی غَیْرُ مَخْلُوْقٍ اگر صحیح تسلیم ہو تو اوسکی تاویل بغرض دفع الزام تعدد وجبیہ وغیرہ کے یہ ظاہر ہی کہ مراد یہ ہی کہ کلام اللہ موضوع نہین ہے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۳۵ جہانتک تاثیرات قدرتی سے متعلق ہین عمدہ دلائل اسکے ہین کہ بہت سے ناظمان حکیم آسمان مین اور متعلق کواکب و کرہ ہوا و ابر او ر جمادات اور نباتات او ر حیوانات اور انسانون کے خلق ہوئے ہین اور وہی ملائکہ سماوات و ارض موکلین ہوا و ابر اور موکلین جمادات و نباتات اور حیوانات اور انسانون کے ہین اور اگرچہ بظاہر یہ دلائل ظنی ہین مگر جب مطابق انکے کلام مخبر صادق کا مؤید اسکا ہی تو انکی صحت مین کلام نہین اور یہ اون دلائل سے قوی ہین جو حکما بہت سے مقاصد مین مثل وجود فلک و وجود عقول وغیرہ کے قائم کرتے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲۳۷ اپنی ذات پر رحمت کو یعنے اللہ تعالی نے رحمت کو اپنی اوپر واجب کیا ہی اور اس سورہ مین دوسری جگہہ ہی وَ اِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے جب آئین تیرے پاس کے رسول اللہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون کا پس کہہ تو سلام ہی تم پر لکہا تمہارا رب نے اپنے ذات پر رحمت کو تحقیق جسنے تم مین سے کیا کوئی برا کام نادانی سے پھر توبہ کی بعد اوسکے اور درست کیا اپنے اعمال کو پس تحقیق وہی رب تمہارا بخشنے والا مہربان ہے پس انمین بھی تصریح ہی کہ اللہ تعالی نے رحمت کو اپنے اوپر لکہا یعنے واجب کیا ہی اور آیہ کریمہ سورہ فتح سُنَّةَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا جسکے معنے یہ ہین کہ یہ طریقہ اللہ تعالی کا سابق سے ہی اور تو اللہ تعالی کے طریقہ کیلئے تبدیل نہ پائیگا اور اسی قسم کے بہت سے آیات قرآنی عمدہ ثبوت اسکا ہین کہ اللہ تعالی کا جو دستور حکمت ہے اوسمین تغیر و تبدل نہین ہوتا اور اوسکے بموجب وقوع مین آنا ہمیع امور کا واجب ہے پس انکار اہل سنت کا اسمیں باب مین اور یہ کہنا اونکا کہ اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہین ہے صریح نادرست ہے اور یہی حال ہے اونکا ہر مسئلہ مین اور درحقیقت ہر مسئلہ خلافی مین قرآن اور احادیث مؤید مذہب شیعہ ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲۳۹ اور لقوی کے امراض مین مبتلا ہوگئے اور جب ونکی قوم نے انکی تواتر نے دعا کی اور فوراً وہ اچہے ہوگئے جو دیکہا ہی ایکمرتبہ قریش نے درخواست کی کہ آپ مردونکو زندہ کرین بعد آپنے حکم دیا جناب امیر علیہ السلام کو کہ ... قریش ... کے زندہ کرون اور کہین کہ محمد رسول اللہ نے تمسے فرمایا ہی کہ بحکم خدا اوٹھو

۱۴اور در باب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور نیز نسبت جنگ جمل وغیرہ کے اور اسیطرح کے
بہت سے معجزات ہین جنکا ذکر کتب مطولہ مین ہے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۴۴ حدیث کے تھے
اور سب پر آپکی اطاعت واجب تھی تیسرے یہ کہ قبل دو ماہ چو مہینے کم اپنی وفات کی بروز عرفہ او نیز بمقام خم غدیر بعد
ذکر اسکے کہ آپ کا زمانہ وفات قریب ہے یہ حدیث ثقلین جو نہایت عظیم الشان حدیث متفق علیہ فریقین سے ہے
حضرت رسول اللہؐ نے خاص بطور وصیت اہم ارشاد فرمائی اور کہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
اور اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے تمامی صحابہ سے اور اونکے ذریعہ سے تمامی امت سے یہ وصیت
کی تھی کہ مین تمہارے درمیان مین دو عظیم الشان چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے او
دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور جب تک تم تمسک کروگے اون دونونسے یعنی جبتک تم اون دونونکی
اطاعت خالص وخاص کروگے ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونون جدا نہونگے ایک دوسرے سے یہانتک
کہ آئینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور چونکہ بموجب تصریحات علماے معتبرین فریقین مراد اہلبیت سے
حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ اور حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ہین تو ۶۲
اس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ بعد رسول اللہؐ کے تا بقیامت مدار ہدایت تمامی امت کا صرف دو چیز پر
ہوگا اور واجب الاطاعت تمامی امت کے لئے بعد حضرت رسول اللہؐ کے تا بقیامت صرف دو چیزین
ہونگے جو قران اور اہلبیت ہین اور قیامت تک اہلبیت یا اونکے قائم مقام قرآن کے ساتھ باقی
رہینگے اور ہمیشہ وہ واجب الاطاعت ہونگے اور سوائے قرآن اور اہلبیت کے اور کوئی بالذات
واجب الاطاعت امت کے لئے نہوگا پس اس حدیث مین ایک قسم کی نص قطعی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
پر موجود ہے چوتھے یہ حدیث سفینہ متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا ان مثل
اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک یعنے مثال ہمارے اہلبیت کی
درمیان تمہارے اے مومنین مثال کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو اوس سے
پیچھے رہا یعنے اوسمین سوار نہوا ہلاک ہوا اور اس حدیث مین صریحًا یہ ارشاد ہوا ہے کہ امت محمدی سے
جو اہلبیت کی اطاعت کریگا وہی نجات پائیگا طوفان گمراہی سے اور جو اہلبیت کی اطاعت نکرے گا
ہلاک یعنے گمراہ ہوگا اور یہ حکم عام ہے تمام امت کے لئے پس جب اہلبیت تمام امت کے واجب الاطاعت
بموجب ارشاد نبوی کے ہین تو اسمین شبہہ نہین ہے کہ امامت اور خلافت اہلبیت علیہم السلام کے

جو حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہین بخوبی ثابت ہوگئے
کیونکہ خلیفہ اور امام وہی ہے جسکی اطاعت تمام امت پر واجب ہو اور یہ بنظر ظاہر حدیث کی ہے ورنہ درحقیقت
مراد اہلبیت سے وہ اور اونکے قائم مقام ہین یعنے جملہ علماے اہلبیت اور اسطرح امامت جملہ ائمہ اثناعشر
علیہم السلام کے اس حدیث سے بھی ثابت ہی پانچوین وہ حدیث ہی جو کتاب اصول کافی مین مذکور ہے
اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک لوح عطیہ اللہ تعالے
جو بواسطہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے عطا ہوے تہی پاس جناب سیدہ علیہا السلام
کے دیکہی تھی جسمین تمام ائمہ اثناعشر علیہم السلام کے نام لکہے ہوئے تہے اور یہ لکہا ہوا تہا کہ یہ سب
بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بترتیب خاص ائمہ اور اوصیا حضرت رسول اللہ م کے
ہونگی اور جن آیات کی جانب اشارہ ہے اونمین سے بعض آیات یہ ہین اول آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ
رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ
اور اسکے معنے یہ ہین کہ نہین ہے حاکم تمہارا اے مومنین مگر اللہ اور اوسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان
۱۱۳ لائے اور جو قائم کرتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکواۃ کو در آن حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہین
اور بالاتفاق تفاسیر معتبرہ فریقین سے ثابت ہی کہ یہ آیہ اوسوقت نازل ہوا تہا جبکہ حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے حالت نماز مین انگوٹہی سائل کو دی تہی اور اسیوجہ سے یہ آیہ شریفہ ضرور آپ کی شان
مین نازل ہوا ہی پس بموجب اس آیہ کے یہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ اللہ تعالی نے نص اور تصریح
فرمادی تہی کہ حکومت تمامی مومنین کی صرف اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ م اور حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کو حاصل ہے پس اس سے بھی امامت حضرت امیر المومنین ع علیہ السلام کی بخوبی ثابت
ہے دوسرے آیہ کریمہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اے
رسول اللہ تم نہین ہو مگر ڈرانیوالا اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے اور معتبر مفسرین فریقین سے نے
تسلیم کیا ہے کہ مراد منذر سے رسول اللہ م ہین اور مراد ہادی سے اس آیہ مین حضرت امیر المومنین
ہین اور اسطرح قرآن مین تصریح اسکی موجود ہے کہ ہر قوم کے لئے ہادی جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہین تو آپ کی امامت بموجب نص قرآنی ثابت ہوی تیسرے آیہ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اطاعت کرو اے
مومنین اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ م کی اور اونکی جو صاحب حکم ہین تم مین سے

اور ائمہ علیہم السلام نے اسکی تفسیر مین یہ ارشاد کیا ہے کہ مراد اولی الامر یعنے صاحبان حکم سے ائمہ
اثنا عشر علیہم السلام ہین اور احادیث ثقلین و سفینہ سے بھی تصدیق اسکی ہوتی ہے کہ درحقیقت یہ
تفسیر صحیح اس آیہ کی ہے چوتھے آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ
الصّٰادِقِیْنَ ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اے مومنین تم ڈرو اللہ سے اور ہمیشہ ساتھ صادقون کے
رہو اسکی بھی تفسیر مین ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا ہے کہ مراد صادقین سے ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام ہین اور اوسکے بھی موید احادیث ثقلین اور سفینہ ہین پانچوین آیہ کریمہ
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اے مومنین
تم اللہ کے رسن یعنے وسیلہ سے متمسک کرو سب کے سب اور متفرق نہو اور اسکی بھی تفسیر مین
یہ منقول ہے کہ مراد حبل اللہ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین پس اس سے بھی امامت
حضرت کی ثابت ہے جب سب امت کو حضرت کی ذات سے متمسک کرنے اور اطاعت کرنے کا
حکم ہوا ہے اور سوا اسکے بہت سے آیات و احادیث سے علما نے امامت آئمہ اثنا عشر علیہم السلام
٦٥ پر استدلال کیا ہے جو کتب معتبرہ مین مذکور ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۴۳ ھ معبود
سوائے اللہ تعالی کے نہین ہے اور محمد صلعم رسول اللہ تعالی کے ہین اور تم اسے علی وصی محمد کے اور سردار اوصیا ہو
تیسرے یہ کہ ایک دفعہ ایک عورت ام فروہ نامی کو جو مرگئی تھی بحکم خدا زندہ کیا چوتھے ایک دفعہ ایک شخص مدرکہ نامی کو جو
مرگیا تھا بحکم خدا زندہ کیا اور علاوہ ازین مکرر اموات کو بحکم خدا زندہ کیا پانچوین یہ کہ بروقت آغاز جنگ خوارج کے
آپ نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں مین سے پورے دس آدمی نہ مارے جائینگے اور اونکے لشکر کثیر
مین سے پورے دس آدمی نہین بچینگے اور بعد اختتام جنگ جب حساب کیا گیا تو ایسا ہی ہوا تھا چھٹے آپنے
ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر شہادت امام حسین ع کی دی تھی اور مقام قتل گاہ دکھا دیا تھا اور سب حالات
بیان کردئے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ابن سعد حضرت امام حسین ع کو قتل کریگا اور یہ صحیح پیشین گوئی تھی
ساتوین یہ کہ بروقت نزاع خلافت حضرت نے خلیفہ اول کو دکھلا دیا تھا اور خلیفہ صاحب نے دیکھا تھا
کہ حضرت رسول اللہ صلعم کھڑے ہوے ہین اور خلیفہ صاحب سے فرماتے ہین کہ خلافت حق علی ع کا ہے اونکے حوالہ
کردے ورنہ عذاب آخرت مین مبتلا ہوگا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپنے
بحکم خدا مردہ کو زندہ کردیا دوسرے یہ کہ جب والی شام سے آپنے صلح کرلی تو لوگونکو اسباب مین شبہہ ہوتا
کہ آیا یہ صلح کرنا آپکا درست تھا یا نہین پس آپنے حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو

کہدیا یا اور اونہون نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت حمزہ اور
حضرت جعفر سامنے آئے اور حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت جابر رض سے ارشاد کیا کہ یہ صلح مصالح عظیم
پر مشتمل ہے اور ضرور ... دوسرے یہ کہ ایک شخص کو آپ نے یہ سچی اور واقعی خبر دی کہ تو نے فلان
شخص سے بہت ... باتیں کی ہیں حال آنکہ آپکو کوئی ذریعہ اوس حال کے دریافت کا سوائے اسکے
نہ تھا کہ اللہ تعالی نے آپکو اوسکی اطلاع دی تھی چوتھے یہ کہ ایک شامی نے آپ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہین تو آپ
ایسا کیجئے کہ وہ شخص عورت ہوجائے اور اسکی زوجہ مرد ہوجائے آپنے دعا کی اور وہ شخص عورت ہوگیا اور
اوسکی زوجہ مرد ہوگئی اور بعد ایک ... مدت کے بعد اونہون نے توبہ کی اور درخواست کی
تو آپ نے دعا کی اور دونو اپنی اصلی حالت پر آگئے پانچوین ایک دفعہ مینہ نہین برستا تھا اور آپنے
اور آپکے ساتھ حضرت امام حسین نے دعا کی اور ... فوراً ... برسنے لگا اور منجملہ معجزات حضرت
امام حسین علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ... مریض کو جو دومیان دونون آنکھونکے تھا اپنا
لعاب دہن ... یہ کہ ایک مومنہ مالدار بلا وصیت مرگئی تھی اور
اوسکی بیٹی نے آپ سے اسکی اطلاع کی آپنے اوسکے مکان پر جاکر دعا کی اللہ تعالی سے کہ اوسکو
زندہ کرے تاکہ وہ وصیت کرے وہ زندہ ہوگئی اور وصیت کی اور بعد ازان پھر وہ مردہ
ہوگئی تیسرے یہ کہ ... امام حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دیکھا تھا کہ حضرت امیر علیہ السلام
... اور ... تیر آپکے واپس دیتے ہین اور اسوجہ سے اونکی آنکھونکی بینائی جاتی
رہتی تھی اور حضرت امام حسین ع سے اونہون نے اسکی شکایت کی آپنے ہاتھ اپنا اونکی آنکھون
پر پھیر دیا بفضل اللہ تعالی بدستور بینا ہوگئی چوتھے یہ کہ بعد شہادت سر اقدس آپکا نیزہ پر
تلاوت قرآن کی کرتا تھا اور کلمات ہدایت کے ارشاد فرماتا تھا پانچوین یہ کہ ایک سفر مین ہمراہ
رکاب آپکے ایک شخص اولاد زبیر مین سے تھا جو آپ کی امامت کا معتقد تھا آپ نے ایک درخت
خشک خرمہ کی نسبت دعا کی اور وہ فوراً سرسبز ہوگیا اور میوی تازہ اور رسیدہ فوراً اوسمین
لگ گئے اور لوگون نے وہ میوی توڑے اور کہائے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین
علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپ کی دعا سے بحکم خدا پانی جو طشت مین تھا یاقوت سرخ اور زمرد سبز
اور موتی سفید ہوگیا اور آپنے وہ ایک مومن کو دئے جو ہر سال آپ کے لئے ہدیہ لاتا تھا اور
اوس سال جب چلا تھا تو اوسکی زوجہ نے کہا تھا کہ تو ہر سال ہدیہ حضرت کے لئے لیجاتا ہے

مگر حضرت ہمکو کبھی کچھہ نہین دیتے ہین اور ہر وقت دینے جواہر کے آپ نے اوس سے فرمایا کہ ہمارے جانب سے
اپنی زوجہ سے عذر کرنا اور کہنا کہ ہم تیرے ہدایا کا درحقیقت عوض نہین کر سکتے ہین اور جب بعد
ازآن زوجہ اوسکی مشتاق زیارت ہوکر آئی تھی اور قبل حضرت کی زیارت کے مر گئی تہی اور اس حال
کی اوس مؤمن نے حضرت کی خدمت مین اطلاع کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑہ کے دعا کی اور وہ بحکم
خدا زندہ ہوگئی اس معجزہ مین دو معجزے تو صاف مذکور ہین اور ایک تیسرا معجزہ یہ بہی ضمناً مذکور ہی کہ حضرت
کو اوس مؤمن کی جورو کی گفتگو کی اطلاع ہوگئی حالآنکہ حضرت وہان موجود نہ تہے دوسرے یہ کہ
سعید ابن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت نے مسجد رسول اللہؐ مین دو رکعت نماز پڑہی اور بعد ازان
تسبیح خدا پڑہی تو جتنے درخت اور سنگریزے گرد حضرت کے تہے سب تسبیح پڑہنے لگے تیسرے یہ کہ
جب آپ سے اور آپ کے چچا محمد ابن حنفیہ سے درباب امامت کے کچھہ گفتگو ہوئی تھی تو محمد حنفیہ نے حجر اسود سے
چاہا کہ اونکے حق مین گواہی دے کوئی جواب نہین ملا مگر جب حضرت نے حجر اسود سے اپنے امامت کی
گواہی چاہی تو حجر اسود نے آپکی امامت کی گواہی دی اور محمد ابن حنفیہ نے آپ سے عذر کیا چوتہے
۶۷ یہ کہ ایک دفعہ ایک نابینا لڑکے کو حضرت کے پاس لائے آپنے اپنا ہاتھ اوسکی آنکھون پر پھیر دیا
وہ بحکم خدا بینا ہوگیا ایک گونگے کو لائے اوسکو بحکم خدا گویا کر دیا اور ایک ایسے شخص کو لائے
جسکے پاؤن بیکار ہو گئے تہے اور حس و حرکت نہین کر سکتا تہا اوسپر آپ نے اپنا ہاتھ پھیر
دیا اور وہ بحکم خدا اچہا ہوگیا اور بخوبی چلنے لگا پانچوین یہ کہ ایک دن آپنے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک دن ایک ہرن کو ایک انصار کے اوس سے [illegible] کے ذبح کرایا
اور صاف کرا کے اوسکو بہنوایا اور اہل بیت اور بعض صحابہ خاص کو حکم دیا [illegible] سے
کہاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑو بعد ازآن جب اوسکو کہا چکے اور سب چلے گئے تو وہ انصار اپنے
دروازہ پر آیا تو دیکہا کہ وہ ہرن اوسکے دروازہ پر کہیل رہا ہے بعد ازآن امام علیہ السلام
نے خود بھی ایک ہرن منگایا اور اوسکو ذبح کرایا اور اوسکو لوگون سے بہنوایا اور اونسے
کہا کہ اسمین سے کہاؤ اور ہڈی کو نہ توڑو جب کہا چکے تو وہ ہڈیان اوس ہرن کے
کہال مین ڈالدین اور بحکم خدا وہ ہرن زندہ ہوکر کہڑا ہوگیا اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ منصور یعنے ابوجعفر دوانقی کو جب وہ زمانہ دولت بنی
امیہ مین بخوف بنی امیہ جابجا گریزان پھرتا تہا آپ نے یہ خبر دی کہ وہ اور اوسکا بہائی عنقریب

سلطنت پر کامیاب ہوگا اور بحکم خدا ویسا ہی ہوا دوسرے یہ کہ ایک سفر مین ایک شہر کے رہنت خستہ
آپ نے کہا ہمکو طعام دے اور اوسمین سے فوراً بحکم خدا سرخ اور زرد رطب گرنے لگے اور سب نے
کہائے تیسرے یہ کہ آپ نے اپنا عصا پتہر پر مارا اور اوسمین سے پانی جوش مارتا ہوا نکلا یہ معجزہ حضرت
موسیٰ کے معجزے سے نہایت مشابہ ہی چوتھے یہ کہ آپ نے ایک مٹی کا ہاتھی بنایا اور اوسپر سوار ہوئے
اور وہ ہوا پر اوڑا اور آپ مکہ گئے اور واپس آئے اور جب اسکی تصدیق لوگون نے چاہی تو آپ نے بعض
اشخاص کو اپنے ساتھ اوسپر سوار کیا اور اوسیطرح مکہ گئے اور واپس آئے پانچوین یہ کہ ایک شامی
آپ کے پاس بہت نشست رکہتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ بوجہ آپکی فصاحت کے آپکے پاس نشست رکہتا ہون
وہ بیمار ہوا اور مر گیا اور آپکو خبر کیگئی اور یہ کہا کہ اوسنے وصیت کی ہے کہ آپ اوسکی نماز جنازہ پڑہین
آپ نے آپنے مکان پر دو رکعت نماز پڑہی اور دعا کی اور سجدہ کو طول دیا بعد ازان اوسکے مکان پر گئے
اور اوسکا نام لیکر ندا کی اور وہ لبیک کہکر اوٹھ کہڑا ہوا اور اوسنے کہا کہ بعد مرنے کے مین نے
۶۸ ایک نہایت خوش آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ روح اسکی پہیر دو کہ محمد ابن علیؑ نے جسے اس امر کے
درخواست کی ہے اور منجملہ معجزات حضرت امام جعفرؑ ابن محمد الصادق علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ
ایک دفعہ منصور عباسی نے بقصد قتل آپ کو طلب کیا اور جب آپ گئے تو وہ آپ سے بکمال لطف پیش
آیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اور بہت کچہہ ہدایا نذر کرکے آپکو ایک جماعت کے ساتہہ مدینہ مین بہیجدیا
اور جبکہ ربیع نامی اوسکے غلام نے پوچہا کہ کیون باوجود عداوت شدیدہ کے اوسنے ایسا کیا
تو اوسنے کہا کہ اوسنے ایک بڑی اژدہے کو دیکہا کہ وہ آدمیونکی زبان مین اوس سے کہتا ہے کہ اگر تو نے
کچہہ بدسلوکی فرزند رسولؐ سے کی تو تیرا گوشت تیری ہڈیون سے جدا کر دونگا دوسرے یہ کہ
جب بحکم منصور عباسی آپ کے گہر مین آگ لگا دی گئی اور دروازہ اور دہلیز جلنے لگے تو آپ اوس
آگ کے اندر سے آتے جاتے تہے اور ایک ساعت تک اوس آگ مین جہان زیادہ جلتی تہی ٹہیرے
اور کہتے تہے کہ ہم فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے ہین تیسرے یہ کہ ایک شخص نے بعد رجوع حج کے
آپکی خدمت مین حاضر ہوکے کہا کہ یا حضرت میری جورو مر گئی ہے اور مین تنہا رہگیا ہون آپ نے
کہا کہ تو اوسکو دوست رکہتا تہا اوسنے کہا کہ ہان آپنے کہا کہ تو اپنے گہر مین واپس جا اور اوسکو
کہانا کہاتے دیکہیگا اور وہ واپس آیا اور اپنے گہر مین اوسکو کہانا کہاتے ہوئے دیکہا
چوتھے ایک شخص اہل خراسان آیا اور آپ سے عرض کی کہ مین اور میرے ماں باپ آپ کے

وقت ادا کرنیکو آپ کے جانب آئے تھی میری مان مرگئی اور آپ تک نہ پہونچی آپ نے کہا کہ جا
اپنے مقام سے اپنی مانکو لے آوہ با اعتقاد فوراً گیا اور اپنی مانکو اپنے ہمراہ لے آیا اور جب اوس نے
حضرت کو دیکہا تو کہنی لگی کہ یہی وہ شخص ہین نہون نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجھکو چھوڑ دین
پانچوین یہ کہ ایک روز آپ کوہ صفا پہ کہڑے ہوے تھے جو مکہ کے قریب ہے اور حماد بصری نی
کہا کہ آپ کہتے ہین کہ حرمت مومن کی اس بنا سے اعظم ہے آپ نے کہا کہ یہ میں نے کہا ہے اور اگر
مومن ان پہاڑون کو کہے کہ ہمارے پاس چلے آؤ تو وہ اوسکے پاس چلے آئین حماد کہتا ہے کہ
مین نے دیکہا کہ پہاڑ یہ کہتے ہی آپ کے جانب چلے تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ میرا ارادہ یہ
نہین تہا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور منجملہ معجزات حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام کے
ایک یہ ہی کہ مکہ مین آپ نے مردونکو زندہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے بہت کثرت کے ساتھ آگ
روشن کرائی اور اوسمین جا بیٹھے اور دیر تک بیان حدیث فرماتے رہے اور عبداللہ سے
جو آپ کے بہائی تہے اور جنکو دعوی امامت کا بھی تہا یہ کہا کہ اگر تم امام ہو تو تم بھی اس آگ
مین آکے بیٹھو اور رنگ عبداللہ کا یہ سنکے متغیر ہو گیا تیسرے یہ کہ خلیفہ رشید عباسی نے
ایک ایسے مکان مین آپکو داخل کرایا جہان بہت سے جانوران درندہ وغیرہ مثل شیر کے
رہتے تہے جب آپ داخل ہوے تو وہ آپ سے نہایت عاجزی کے ساتھ پیش آئے اور
دمین اپنی ہلانے لگے اور آپ کی امامت کی گواہی دینے لگے اور حضرت کے جانب شر رشید سے
پناہ مانگنے لگے چوتہے یہ کہ آپ نے ایک درخت کو کہلا بہیجا کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے وہ اپنی
جگہہ سے اوکہڑ کے چلا آیا اور آپ کے پاس آکے ٹھہر گیا اور بعد از آن اوس سے کہا کہ
وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا جائے وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا گیا پانچوین یہ کہ جب رشیق غلام رشید
عباسی اپنے آقا کے حکم سے بارادہ قتل حضرت کے آیا آپ نے اپنی عصا کو جو آپ کے ہاتھ مین تہا
حرکت دی تو وہ سانپ ہو گیا اور آخر کو اوسکے خوف سے رشید کو تب آگئی اور آخر کار اوسنے آپکو قید سے
رہا کر دیا اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ جب
آپکی امامت کی شہادت اولاً طلب کی گئی تو زمین اور جمادات جو اوس جگہہ تہے سب نے
گواہی آپ کی امامت کی دی اور آپ مسجد مدینہ مین داخل ہوئے تو دیوارین اور لکڑیان
آپ سے باتین کرنے لگین اور آپ پر سلام کرنے لگین دوسرے یہ کہ ابراہیم ابن سہل نے

آپ کے امامت کی نسبت شک کیا تو آپ نے کہا کہ کیا دلیل امامت کی چاہتا ہے اوسنے کہا کہ
امام کی یہ شناخت ہے کہ خبر غیب کے دے اور مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرسکے بحکم خدا
پس آپ نے کہا کہ تیرے پاس پانچ اشرفیان ہین اور تیری جورو کو مرے ہوے ایک سال کا
ہوا اوسکو مین نے بحکم خدا زندہ کر دیا ہے اور اوسکو ایک سال کے لئے تیرے پاس چھوڑتا
ہون بعد ازآن اوسکی روح قبض کرلونگا وہ اپنے گہر گیا اور اپنی جورو کو زندہ پایا اور اوس سے
پوچھا تو کیونکر زندہ ہوئی اور اوسنے کہا کہ ایک شخص نے جو گندم گون تہے اور صورت حضرت
کی سب بیان کرکے یہ کہا کہ اونہون نے کہا کہ تو اپنے شوہر کے پاس جا اور بعد موت کے تجھکو
اللہ تعالے ایک فرزند عطا کریگا پس اللہ تعالی نے اوسکو لڑکا عنایت کیا تیسرے یہ کہ
معبد ابن حنبل شامی نے آپ کے پاس آکے کہا کہ آپ کے عجائب بہت مشہور ہین اگر آپ
چاہین تو مجھکو کسی امر سے مطلع کرین کہ اوسکو مین لوگونسے بیان کرون آپ نے کہا کہ تو کیا
چاہتا ہے اوسنے کہا کہ میرے مان باپ کو آپ زندہ کر دیجئے آپ نے کہا تو اپنے گہر مین جا
کہ بحکم خدا مین نے اونکو زندہ کر دیا وہ اپنے گہر مین گیا اور اپنے مان باپ کو زندہ پایا اور ۷۰
دس دن تک وہ زندہ رہے اور پھر بعد ازان بحکم خدا وہ مر گئے چوتہے یہ کہ اولاد عباس
رضی اللہ عنہ نے مامون رشید سے کہا کہ وہ آپ سے محبت نکرے اور آپکو اپنا ولیعہد
نکرے اور آپ نے بھی اوس سے کہا کہ اے بھائی مجھکو اسکی حاجت نہین ہے اور مین
گمراہون کو مددگار نہین بنانا چاہتا کہ ناگاہ آپ کے دہنے شانے کیجانب ایک شیر
نمایان ہوا اور بائین شانے کیجانب ایک افعی اور جو آپ کے گرد تہے اونپر حملہ
کیا پس مامون رشید نے کہا کہ تم مجھکو ایسے شخص کی محبت پر ملامت کرتے ہو پھر
راوی کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب ایک دیوار سے رطب نکلے پانچوین یہ کہ اکثر
ایسا ہوتا تہا کہ لوگ آپ سے کوئی امر پوچھنا چاہتے تہے اور قبل اسکے کہ وہ آپ سے
پوچہین آپ اونکو اونکے سوالات کے جوابات شافی دیدیتے تہے اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ایک دن آپ ایک گائے سے باتین کرتے تہے
اور وہ سر اپنا ہلاتی تہے راوی نے کہا کہ یہ نہین آپ اوسکو حکم دین کہ وہ کلام کرے
پس آپ نے گائے سے کہا کہ کہہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ پس گائے نے

باواز فصیح یہ کلمہ کہا دوسرے یہ کہ ایک عورت نابینا لڑکے کو آپ کے پاس لائی اور آپنے اوسپر اپنا ہاتھ پھیر دیا وہ بینا
ہوگیا تیسرے یہ کہ ایک بوڑھیا عورت کی گائے مرگئی جو اوسکی قوت کا مدار تہا دعا کرکے آپ نے بحکم
اللہ تعالیٰ زندہ کر دیا چوتہے یہ کہ ایک دن ایک زیدی آپکی مجلس میں آیا جسکو کوئی نہ جانتا تہا آپنے
اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو نکال دے وہ زیدی اوسیوقت ایمان لایا پانچوین یہ بہی ہوتا تہا کہ کوئی
شخص کوئی امر حضرت سے پوچہنا چاہتا تہا اور ہنوز اوسنے پوچہا بہی نہین تہا کہ آپ اوسکو اوسکے
دل کے سوال کا جواب بتا دیتے تہے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ایک
یہ ہے کہ آپ ہر زبان مین مثل زبان ترک اور روم اور سقالیہ کے اپنے غلامونسے گفتگو کرتے تہے
حالانکہ مدینہ سے کہین باہر نہین گئے تہے دوسرے یہ کہ ایک شخص نے آپ سے اللہ کی قسم کہا کے
کہا کہ میرے پاس کچہہ نہین ہے آپ مجہکو کچہہ عطا کرین آپ نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے دوسو اشرفیاں
تونے دفن کی ہین اور اپنے غلام سے کہا کہ جو تیرے پاس ہو اسکو دیدے اوسنے اوسکو سو
اشرفیان دین اور آپ نے کہا کہ جو اشرفیان تونے دفن کی ہین اونسے تو محروم رہیگا اور یہ واقع
ہوا کہ اوس شخص کے لڑکے نے مطلع ہوکے وہ اشرفیان نکال لین اور جب اوس شخص نے ١٧
اونکو ڈہونڈہا تو وہ اشرفیان اوسکو نہ ملین تیسرے یہ کہ عیسی ابن احمد نامی ایک شخص تہا جسکے
ہاتہہ مین داغ برص ہوگیا تہا آپ نے دعا پڑہ کے اوسپر ہاتہہ اپنا پھیر دیا اور وہ اچہا ہوگیا
چوتہے یہ کہ ہاشم ابن زید راوی ہے کہ مین نے دیکہا حضرت کو کہ اندہے کو آپ کے پاس لائے
اور آپ نے بحکم خدا اوسکو بینا کر دیا اور مٹی لیکے آپنے اوس سے ایک چڑیا کی شکل بنائے اور اوسمین
پہونک دیا پس وہ اوڑنے لگی راوی نے کہا کہ آپ مین اور حضرت عیسیٰ مین کچہہ فرق نہین
رہا آپ نے فرمایا کہ مین عیسیٰ سے ہون اور عیسیٰ مجہسے ہین پانچوین یہ کہ ایکدفعہ جب آپ حج سے
پھرے ایک خراسانی کو دیکہا کہ اوسکا گدہا مرگیا ہے اور وہ کہڑا رو رہا ہے کہ اب مین کسپر
اپنا اسباب رکہکر لیجاؤنگا آپ قریب اوس گدہے کے گئے اور کہا کہ وہ گائے بنی اسرائیل
کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجہسے زیادہ صاحب عظمت نہین تہی جسکے بعض اجزا کو مردے پر
مار دیا اور وہ زندہ ہوگیا پھر آپنے اپنے داہنے پاؤنسے اوس گدہے کو ٹہوکر دی اور
کہا کہ کہڑا ہوجا بحکم اللہ تعالیٰ کے پس گدہے نے حرکت کی اور کہڑا ہوگیا اور خراسانی اپنا اسباب
اوسپر رکہکر مدینہ مین آیا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک

یہ ہے کہ ایک دفعہ بحکم خلیفہ عباسی آپ کو جانوران درندہ کے درمیان مین اس غرض سے داخل کیا کہ وہ آپ کو
تکلیف دین آپ اونکے درمیان مین جاکے کہڑے ہو گئے اور بفراغ دل نماز پڑہنے لگے پس دیکہا سب نے
کہ آپ کہڑے نماز پڑہ رہے ہین اور وہ جانور آپکے گرد ہین دوسرے یہ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے
صحن مکان مین ایک چشمہ ظاہر کیا کہ جسمین سے شہد اور دودہ جوش مارتا ہوا نکلتا تہا اور سب اوس مین سے
پیتے تہے تیسرے یہ کہ اکثر آپ مقام سُر من رای کے بازارونمین گذرتے تہے اور آپکا سایہ نہین ہوتا تہا
اور یہ بہت مشابہ بلکہ دراصل وہی معجزہ رسول اللہ کا ہی جسکا ذکر کتب عامہ و خاصہ مین ہی چوتہے یہ کہ
ایک دفعہ اہل عراق نے آپ سے شکایت مینہہ کی کی اور آپ نے کچہہ لکہکے اونکو دیدیا اور مینہ اونکے
یہان برسنے لگا اور جب بعد از آن اونہون نے شکایت مینہ کی کثرت کی کی تو آپ نے زمین پر مہر کردی
اور مینہ موقوف ہو گیا پانچوین یہ کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہلا بہیجا کہ انوش نصرانی جو ہمارا
کاتب ہی اوسنے درخواست کی ہی کہ آپ اوسکے گہر مین جاکر اوسکے دونون لڑکونکے حق مین دعا سلامتی
اور بقا کی کر دیجیے اور آپ اوسکے گہر مین گئے اور وہ سر و پا برہنہ باہر آیا اور اوسکے ساتہ بہت سے
علما اور عابد نصاری کے تہے اور اوسنے کہا کہ مین نے یہ درخواست اسواسطے کی تہی کہ ہم کو انجیل سے ۷۲
معلوم ہوا ہی کہ آپ حضرات کا مرتبہ مثل حضرت مسیح ابن مریم کے ہی حضرت نے کہا کہ الحمد للہ اور اپنے
گہوڑے پر سوار اوسکے گہر مین گئے اور سب لوگ تعظیم کے لیے کہڑے ہو گئے اور آپ نے کہا ایک
لڑکے کیطرف اشارہ کرکے کہ یہ لڑکا تیرا تیرے پاس باقی رہیگا اور دوسرا تین دن کے بعد تجہسے لے لیا
جائیگا اور جو باقی رہیگا وہ مسلمان ہوگا اور ہم اہلبیت سے محبت رکہیگا پس انوش نے کہا کہ واللہ اے
سید ہمارے ارشاد آپکا حق ہی اور مجہپر مرنا اس ایک لڑکے کا آسان ہی جب مین نے جانا ہے کہ یہ دوسرا
مسلمان ہوگا اور آپ سے محبت رکہیگا پس بعض علماے نصاری نے کہا کہ تو مسلمان کیون نہین
ہو جاتا انوش نے کہا کہ مین مسلمان ہون اور میرے مولا اسکو جانتے ہین آپ نے کہا کہ یہ سچ
کہتا ہی اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہوتا کہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تیرے لڑکے کے مرنے کی خبر دی تہی مگر جیسا ہمنے
خبر دی تہی واقع نہوا تو ہم دعا کرتے کہ وہ لڑکا بہی تیرا باقی رہتا انوش نے کہا مین کچہہ نہین چاہتا مگر جو آپ
چاہتے ہین راوی کہتا ہی قسم بخدا کہ تیسرے دن وہ لڑکا مر گیا جسکے مرنیکی آپ نے خبر دی تہی اور دوسرا
لڑکا بعد ایک برس کے مسلمان ہو گیا اور تا وفات حضرت کے حضرت کے دروازہ پہ حاضر رہا اور ۱۲
[illegible] امام محمد ابن الحسن صاحب الامر علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ ابو الادیان کہتے ہین کہ

مین خدمت مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حاضر رہتا تہا حضرت نے قبل اپنی وفات کے
چند خطوط مجہکو دئیے اور مدائن بہیجا اور کہاکہ پندرہوین دن تو سُرمَن رائے مین واپس آئیگا
اور مجہکو مقام غسل پر پائیگا مین نے عرض کی پھر کون آپ کا قائم مقام ہوگا آپ نے کہا جو میرے
خطوط کا جواب تجہسے مانگے مین نے کہاکہ اور زیادہ کچہہ ارشاد ہو آپ نے کہا جو میری
نماز جنازہ پڑہے وہ میرا قائم مقام ہوگا مین نے کہا کچہہ زیادہ ارشاد ہو آپ نے
کہا جو خبر دیگا اوس کی جو ہمیان مین ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا راوی کہتا ہے کہ
پندرہوین دن جب مین واپس آیا تو مین نے خبر آپکے وفات کی سُنی اور آپکو آپکے
مقام غسل پر پایا اور جب آپکے بہائی جعفر نے آپکی نماز جنازہ پڑہنی چاہی تو راوی نے
دیکہا کہ ایک صاحبزادے باہر آئے اور کہا جعفر سے کہ اے چچا تم پیچہے کہڑے ہو کہ مجہکو زیادہ
حق اسکا ہے کہ مین اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑہون بعد ازان آپ مدفون
ہوئے اپنے باپ کی قبر کے پاس اور بعد اسکے اون صاحبزادے نے مجہسے کہاکہ لا جواب خطوط کے جو تیرے
پاس ہین اور مین نے اونکو حوالہ کر دئے بعد ازان کچہہ لوگ مقام قم سے آئے اور حضرت کی خبر
وفات پاکر پوچہاکہ کون قائم مقام آپکا ہے لوگون نے جعفر کو بیان کیا اونہون نے جعفر کے پاس ۷۳
آکے سلام کیا اور رسم تعزیت وتہنیت ادا کی اور کہاکہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہین پس
آپ بتلائے کہ وہ کسکے خطوط اور کسقدر مال ہے پس جعفر اپنے کپڑے جہاڑکے اوٹہہ کہڑے ہوئے
اور کہاکہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم علم غیب جانین پس ایک خادم باہر آیا اور کہاکہ تمہارے
پاس فلان فلان اشخاص کے خطوط ہین اور ایک ہمیان ہے جسمین اشرفیان ہین اور اوسمین
دس اشرفیان مطلا ہین پس اون لوگون نے خطوط حوالہ کر دئے اور مال دیدیا اور کہاکہ
جس شخص نے یہ خبر دی وہ امام ہین دوسرے یہ کہ جب رشیق بحکم معتضد معہ دو آدمیون کے
حضرت کے گہر پر آئے اور اونکو حکم دیا تہا کہ جسکو گہر مین پائین اوسکو قتل کرکے اوسکا سر
لائین تو اونہون نے گہر کا پردہ اوٹہایا تو اوسکے اندر ایک دریا بہتا ہوا پایا اور اوس
گہر کے منتہی پر ایک بوریا بچہا ہوا دیکہا اور دیکہاکہ ایک شخص اوس بوریے پر کہڑے نماز
پڑہ رہے ہین ایک شخص نے آپکے پاس جانے کا قصد کیا وہ پانی مین ڈوبنے لگا اوسکو
رشیق نے نکال لیا اور دیر تک وہ غشی مین پڑا رہا اور دوسرے نے بھی وہی قصد کیا

اور اوسکا بھی وہی حال ہوا پس خوف زدہ ہوکر یہ لوگ واپس گئے تیئیسوین یہ کہ ایک شخص نے
آپکو خط لکہا اور یہ اطلاع دی کہ میرے لڑکا ہوا ہے مین اوسکا ساتوین دن عقیقہ اور ختنہ کرنا چاہتا
ہون آپ نے لکہا کہ نکرو اور وہ لڑکا ساتوین یا آٹھوین دن مرگیا اور اوسکے مرنیکا حال حضرت کو
لکہا آپنے جواب مین لکہا کہ تیرے دو لڑکے اور ہونگے پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر
رکہنا اور اوسکے دو لڑکے جیسا آپ نے کہا تہا پیدا ہوئے چوبیسوین یہ کہ جس زمانہ مین آپ بہت
کم سن تہے اور گہوارہ مین لیٹے ہوئے تہے ایک خادم گہوارہ کے پاس گیا آپ نے یہ پوچہا کہ مجہکو
تو پہچانتا ہے اوسنے کہا ہان آپ میرے آقا اور میرے آقا کے بیٹے ہین آپنے کہا کہ مین یہ نہین تجہسے
پوچہتا ہون اوسنے کہا آپ بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ مین خاتم الاوصیا ہون اور میرے ذریعے
اللہ تعالی بلا دفع کریگا میرے خاندان اور میرے شیعون سے پچیسوین یہ کہ قطب راوندی نے
لکہا ہی کہ یوسف ابن احمد جعفری نے روایت کی ہی کہ سنہ ۳۰۶ ہجری مین مین نے حج کیا اور تین سال
مکہ کا مجاور رہا بعد ازان طرف شام کے پہرا اثنائے راہ مین ایک روز نماز صبح قضا ہوگئی پس مین
محمل سے اوترا اور ارادہ نماز کا کیا کہ مین نے چار آدمیون کو ایک محمل مین دیکہا اور اوسکو دیکہکر ۳۴۷
تعجب کرتا تہا کہ ایک شخص نے اونمین سے کہا کہ کس امر کا تعجب کرتا ہی اور تو نے نماز کو اپنی
چہوڑ دیا ہے مین نے کہا کہ تمکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا کہ آیا تو چاہتا ہے کہ اپنے
امام صاحب الزمان کو دیکہے مین نے کہا کہ ہان پس اوسنے ایک شخص کیجانب اون چار
شخصون مین سے اشارہ کیا مین نے کہا کہ اونکے لئے بہت سے دلائل اور علامتین ہین
اوسنے کہا کہ کیا تو یہ دیکہنا چاہتا ہی کہ یہ محمل مع اون آدمیونکے جو اوسمین ہین آسمان کی
جانب بلند ہو جائے یا فقط تنہا محمل آسمان کیجانب بلند ہو جائے پس مین نے کہا کہ اونمین سے
جو امر ہوگا وہ ایک عمدہ دلیل ہوگا پس مین نے دیکہا کہ وہ محمل مع اون لوگونکے جو اوسمین تہے
آسمان کیجانب بلند ہوگئی اور جن حضرت کی طرف اشارہ کیا تہا وہ گندم گون تہے اور رنگ
اونکا مثل کندن کے تہا اور اونکی دونون آنکہونکے درمیان مین یعنے پیشانی پر نشان سجدہ کا
تہا اللہم صل علی محمد و آل محمد ازکی الصلوۃ و ابہی الصلوۃ و انمی الصلوۃ
و ابقی الصلوۃ صلوۃ بعد صلوۃ صلوۃ لا ینتہی الی غایۃ من الغایات
واضح رہی کہ یہ چند معجزہ بطور نمونہ کے بہت سے معجزات مین سے روایات مین اختصار کرکے
نقل

نقل کیے گئے ہین اور جب یہ معجزے معجزات انبیائے سابقین کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھے جائین تو یہ عمدہ دلیل اور شواہد رسالت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امامت ائمہ ہدی علیہم السلام کے ہین اور چونکہ یہ سب امور بنظر قدرت کاملہ اللہ تعالی کے ممکن ہین اور اونکی روایت ایسی کثرت سے موجود ہے اور اونکے راوی ایسے لوگ ہین کہ جنکا اتفاق جھوٹھ پر ممکن نہین ہے اور یہ شہادت شہادت معجزات انبیائے سابقین سے کسطرح کم کثرت اور وقعت مین نہین ہے اور قرآن مین جو بعض وقت آیات کے دکہلانے سے انکار ہوا تو وہ خاص آیات سے اور ایک وقت خاص مین انکار ہوا تہا جسکو کفار چاہتے تہے کہ وہ آیت ہمیشہ اونکے ساتھ رہی اور اوس مین خوف تہا کہ اسصورت مین بوجہ گستاخی بہت سے بندگان خدا جنکا زندہ رکہنا مصلحت تہا معذب ہو جاتے اسوجہ سے انکار ہوا تہا مگر یہ بھی قرآن سے ثابت کہ بہت سے معجزات خود حضرت نے دکہلائے اور معجزہ شق قمر تو قرآن مین صریح مذکور ہے اور قرآن خود بھی معجزہ ہے پس ان معجزات اور معجزات رسول اللہ کا اعتقاد کرنا ضرور ہے اور جسکو زیادہ معجزات کا دریافت کرنا منظور ہو کتاب مدینۃ المعاجز کیطرف رجوع کرے جسمین پانسو پچپن معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے آور ایک سو سولہ ۷۵ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے آور ایک سو اٹھارہ معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے آور ایک سو چھہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے آور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے آور ایک سو ترسٹھہ معجزات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے آور ایک سو تینتیس معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے آور ایک سو اکسٹھہ معجزات حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے آور چوراسی معجزات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے آور ترانوے معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے آور ایک سو چونتیس معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے آور ایک سو ستائیس معجزات حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے منقول ہین اور کسیقدر معجزات ائمہ علیہم السلام کے بھی ملا جامی نے جو اہل سنت سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوہ مین لکھے ہین ۱۲ منہ لمعفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۴۶ ـ ناطق جزو ذاتی انسان کا نہوگا اور اثبات علم کا انسان کو بنظر اوسکی ذات کے نہوگا اور اگر صرف نفس ناطقہ مصداق لفظ انسان کا قرار دیا جائے جیسا کلام محقق علیہ الرحمہ سے مفہوم ہوتا ہے تو حیوان وغیرہ کا اطلاق جائز نہوگا مگر یہ کہا جائے کہ اسکا التزام کر لیا جائیگا لیکن یہ بالکل اصول

حکما اور نیز اطلاقات شرعیہ کے بھی خلاف ہی اور یہ بالکل خلاف بداہت بھی ہی کہ انسان کوئی اور شے ہی جو غیر اوسکے جسم مشاہد ہی
پانچوین یہ کہ خواب و بیداری مثبت اسکی ہین کہ نفس ناطقہ کو کلال عارض ہوتا ہی اور یہ بھی دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی ہی چھٹے یہ کہ زوال
ادراکات کا بمجرد موت بدن اور خارج ہو جانے بعض اجزاء باطنی انسان کی دلیل اس امر پر ہے
کہ جسکے ذریعہ سے علم و ادراک انسانکو ہوتا ہے وہ جسمانی ہے ساتوین بنا اکثر آلات ادراک
جسمانی کی ایسی صورت پر ہی کہ جو مثبت ہی اس امر کے لئے ہی کہ یہ اصل منشاء ادراکات کا شے
واندر جسم انسانکے ہی آٹھوین یہ کہ نفس ناطقہ کا حدوث بحدوث جسم اور اوسکا فنا سے آثار
بموت جسم اور خارج ہونے بعض اجزاء باطنیہ کے اونمین سے ہے یہ دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی
ہی نوین یہ کہ یہ کمال ظاہر ہی کہ عقل بالبداہت حکم کرتی ہی کہ نفس زید کا اسیطرح اوسکے
جسم سے علیحدہ نہین ہے بلکہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ جہان جسم زید کا ہوتا ہی اور جہان
وہ منتقل ہو کر جاتا ہے وہین اوسکا نفس بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہی اور اوسی جگہہ آثار
نفس اوسکے ظہور مین آتے ہین اور یہ عمدہ دلیل نفس انسانکی جسمانی ہونیکی ہے دسوین اگر
نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو ضرور تہا کہ ہمکو علم نفوس فلکی او عقول عشرہ مظہرہ حکما کا بآسانی اور
اوسیطرح بلا فکر ہوتا جیسا کلیات کا علم حاصل ہوتا ہی حال آنکہ یہ ظاہر البطلان ہے اور مشغول
ہونا نفس کا جسمانی تدبیرات مین مانع اسکا نہین ہو سکتا جیسا دیگر علوم مذکورہ کا مانع نہین ہو سکتا ہے
گیارہوین علاوہ ازین اسقدر اثر جسم کا نفس پر کہ اوسکے انتظامات مین مشغول ہونا مانع بعض
تاثیرات نفس کا ہو سکے درحقیقت دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی ہے بارہوین اگر نفس ناطقہ مجرد
ہوتا تو اوسکو تحصیل علوم مین ضرورت تدریج کی نہوتی تیرہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق
صفات نفسانیہ مین ممکن نہوتا بلکہ ضرور تہا کہ سب ذکی اور شجاع ہوتے چودہوین اگر نفس
ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق صفات نفسانیہ مین حسب امزجہ صفراوی اور دموی اور بلغمی اور سوداوی
نہوتا حال آنکہ یہ ظاہر ہی کہ صفراوی مزاج اکثر مائل بذکاوت ہوتے ہین اور دموی بھی برخلاف
بلغمی اور سوداوی کی پندرہوین اثر اغراض نفسانیہ کا مثل ہم اور غم اور غضب و فرح کے
بدن مین اسطرح ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے وجہ سے مزاج مناسب حالات مذکورہ بدن مین پیدا ہو جاتا
ہی اور برخلاف اسکے اثر امراض جسمانیہ کا نفس مین ظاہر ہوتا ہی مثلاً سوداوی مزاج کے
پیدا ہونے سے جنون وغیرہ عارض ہو جاتا ہی تو یہ عمدہ دلیل اسکی ہی کہ نفس ناطقہ جسمانی ہی نہ مجرد

سولہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو کشف اون علوم کا جو بلا واسطہ آلات جسمانی اوسکو حاصل ہوتے
ہین بمقابلہ کشف اون علوم کے جو بذریعہ حواس اور آلات جسمانیہ حاصل ہوتے ہین زیادہ تر تام
ہوتا مگر برخلاف اسکے محسوسات کا کشف زیادہ اتم ہوتا ہی پس اس سے بھی اوسکا جسمانی ہونا ثابت
ہی سترہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو اول اوسکو علم مجردات کا حاصل ہوتا مگر برخلاف اس کے
اول اوسکو علم محسوسات کا حاصل ہوتا ہی اٹھارہوین یہ ظاہر ہی جب کسی عضو کو انسان نکلے سے
باندہ دین کہ وہ سُن ہوجائے تو اسمین شبہہ نہین کہ اوسکا ادراک خاص اس وجہ سے جاتا رہتا ہے کہ
بعض اجزاء جسمانی کی آمد و رفت کی راہ اوسمین مسدود ہو جاتی ہی اور اس سے بھی
یعنے نفس کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہی انیسوین پھر جب زیادہ خون بوجہ زخم کے یا کسی اور سبب
انسان سے نکل جاتا ہی اور اوسکے ساتھ وہ اجزا بھی نکل جاتے ہین جنکا حامل خون ہی تو اکثر آدمی مر
جاتا ہی اور اوسکا ادراک جاتا رہتا ہی تو یہ بھی اسکا مثبت ہی کہ نفس یعنے مبدأ ادراک انسان کا جسمانی ہی
بیسوین بوقت ممات انسان اکثر مشاہد ہوتا ہی کہ اعضا مین کشش پیدا ہوتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی چیز کھینچکر تمام بدن سے نکلتی ہی اور اوسکے بعد ادراک جاتا رہتا ہی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
منشا ادراک جسمانی اور تمامی اعضا مین ساری ہی اکیسوین اکثر حکمانے اتفاق کیا ہی اور متاخرین نے
صراحت کی ہی کہ ادراک جزئیات جسمانی و محسوسات بھی سوائے مجرد کے جسمانی کیلئے ممکن نہین ہے
پس بموجب اس قول کے جملہ حیوانات کے لئے نفس مجرد تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور ادراک ایسے نفوس
مجردہ کا محض صرف جزئیات کے ادراک مین ممکن التسلیم نہین ہی تو پھر انسان اور دیگر حیوانات مین فرق بوجہ نطق کے
باقی نرہیگا مگر بموجب قول جسمانیت نفس کے ہر انسان اور ہر حیوان کیلئے ایک نفس ہے مگر بوجہ لطافت بعض نفس
کے اونمین فرق ہی اور روح انسانی الطف اور وسیع العلم ہی بائیسوین یہ جو قرآن مین ہی کہ نفخت فیہ
من روحی یعنے پہونکی اوسمین یعنے بدن انسانی مین اپنی روح پہونکدی اور یہ کہ واللہ یتوفی
الانفس کا بھی مضمون جو وارد ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ قبض کرتا ہو الانفوس انسانیہ کا
اور علاوہ ازین جو احادیث مثبت قبض روح اور سیر اوسکے مقامات مناسبہ منقول ہین
یہ بھی بظاہر موئد نفس ناطقہ کی جسمانی ہونیکے ہین اور جو دلائل نفس ناطقہ کے مجرد ہونے
مین مذکور ہین وہ قوی نہین ہین مثلاً یہ دلیل جو اس کتاب مین مذکور ہی کہ اگر نفس ...

تو متصف علم کے ساتھ نہوگا اسوجہ سے لایق اعتراض ہی کہ یہ امر ممنوع ہی کہ کوئی جزو بدن متصف علم کے ساتھ نہین ہوسکتا ہی کیونکہ گو اجزاء کثیفہ بدن کے متصف بعلم نہون مگر وہ جزو لطیف بدن کا کہ جسکے حامل رطوبات اصلیہ بدن ہین اور وہ تمام اعضا مین ساری ہی اور جو در حقیقت منشاء علم و ادراکات انسانکا ہی اوسکا متصف بعلم نہونا کسیطرح ثابت اور مسلم نہین ہوسکتا ہی اور جو دلیل اس تقریر سے لکہی ہی کہ کلیات بسیطہ کا علم نفس کو حاصل ہوتا ہی اور اسصورت مین بسیط ہونا نفس کا ضرور ہی جو محل ان علوم مجردہ بسیطہ کا ہی ورنہ تقسیم اون علوم کی جو بسائط ہین بوجہ تقسیم ہونے اونکے محال کے لازم آئیگی اسوجہ سے ضعیف ہی کہ مدار اس دلیل کا اس قول پر ہی کہ علم بحصول صورت معلوم ہوتا ہے اور یہ مسلم نہین ہے اور علاوہ ازین مرکب کا محل بسیط ہونا بدون اسکے کہ تقسیم بسیط کے لازم آئے ممکن ہی کیونکہ نقطہ جسم مین حال ہی حالانکہ جسم مرکب ہی اور نقطہ بسیط ہی اور یہ جو کہا گیا ہی کہ سن شیخوخت اور ضعف اعضا مین علوم مین زیادہ ترقی ہوتی ہی یہ بھی ضعیف ہی اسواسطے کہ یہ ترقی بوجہ اجتماع اون علوم کے ہوتی ہی جو زمانہ دراز تک حاصل ہوئے ہین پس زیادہ تر محل اعتماد وہی قول جسمانیت نفس ہے جسکی زیادہ تر دلائل عقلی و نقلی موئد ہین فتامل لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ۱۲ منہ عفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۲۵

کہ فرمایا حضرت نے کہ رجوع کرینگے حضرت رسول اللہ ص اور حضرت امیر المومنین ع اور باقی ائمہ علیہم السلام اور اسیطرح بہت سے روایات کتب مطولہ مین مذکور ہین مثل بحار وغیرہ کے پس جو اونکو دریافت کرنا چاہے اون کتب کیطرف رجوع کرے ۱۲ منہ عفی عنہ

تمت تمام شد

تقریظ از افادات جناب سیدنا العلامہ و مولانا الفہامہ بحر العلوم والحکم ہادی البرایا والامم حجۃ الاسلام مجتہد الانام امام الفقہاء العظام تاج العلماء الاعلام السید السند والعلم المفرد جناب مولوی السید علی محمد صاحب ادام اللہ ظلال افاداتہ وایدہ بتائیداتہ وبرکاتہ

باسمہ سبحانہ وبحمدہ ما اعلی شانہ

عجالہ رائعہ وعلالہ نافعہ ومختصر شریف وموجز لطیف منہج الوصول الی علم الاصول کہ جو بپردازیہ رسالہ مفیدہ ومقالہ سدیدہ فصول اصول کے اردو زبان میں عموم نفع کے لئے تحریر کی گئی ہے نظر قاصر خفیف سے گذری واقعی یہ رؤس عقائد اسلامیہ ودقائق کلامیہ ومباحث رشیقہ ونکات انیقہ پر حاوی ہے اور علم ہدی اور بدر دجی ہے ؎ وفی کل لفظ منہ روض من المنی ٭ وفی کل سطر منہ عقد من الدرر کیونکر نہو حالانکہ یہ تحریر دلپذیر سے فاضل نحریر وعالم خبیر وبدر منیر نزیر النظیر شمس الوکلاء بدر الفضلاء والعلماء وحید زمن جناب مولوی السید محمد علی حسن صاحب دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ کے ہے حق سبحانہ تعالی اوس سے کافہ مومنین وجمیع شیعیان آل طہ ولیسین کو نفعیاب فرمائے وہو الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین ۵

سید علی محمد

علی مع الحق والحق مع علی

حررہ بیمناہ الواثق علی بن محمد اوتی کتابہ بیمینہ فی الاخرۃ

باسمہ تعالیٰ شانہٗ

قطعہ دیگر تاریخ اختتام طبع از مصنف رسالہ دام ظلہ العالی

بفضل و لطف خداوند منعم علّام — زختم طبع چون این نسخہ یافت حسن تمام
کشود ہر سر مویم بحمد و شکر زبان — کہ ہست شکر کلید خزائن انعام
ادائے شکر و لیکن چہ بودہ ناممکن — کہ این نوال نیرزد مگر بشکر دوام
ز طبع مصرع تاریخ او طلب کردم — کہ یادگار بماند بدہر نزد کرام
بگفت طبع بگو لی سر حجاب ای شمس — زہی لالے تحقیق حکمت اسلام +

سنہ ۱۳۱۳ ہجریے

قطعہ تاریخ طبع رسالہ نتیجہ طبع وقاد فاضل جلیل مولوی السید محمد امیر حسن صاحب المعروف بمولوی السید محمد غلام جبار صاحب دام مجدہ السامی صاحب زادہ جناب مصنف علام مدظلہ العالی

للہ الحمد کہ از فضل عزیز وہاب — شد ازین مہر فزون نور جمال اسلام
مرد دین شمس کہ از پرتو او پر نور است — ساحت عزت و تمکین رجال اسلام
حکمت دین ہمین اس دل او مسجود شد — سینہ اش معدن ہر علم و کمال اسلام
طبع والاش چو انداختہ ظلّ نورش — بدر تابان شدہ این تازہ ہلال اسلام
آمد این نسخہ پی اہل سداد و نصفت — حجت بالغہ بر صدق مقال اسلام
ہر کہ از ذوق حیات ابدی سرشار است — ہان بیا شاد ازین جام زلال اسلام
تنجال دم بزر و سیم چو بینی ہر سو — بنگر این بخشش گنج زر و مال اسلام

زیور طبع بپر کرده چو این شاهد قدس ‌‌ ‌ ‌ شد دو بالا بجهان عز و کمال اسلام

چون دلم طالب تاریخ شد از طبع نکو ‌ ‌ ‌ ‌ که بود شاهد این نو خط و خال اسلام

خضر توفیق بجان و دلم آن نکته رسید ‌ ‌ ‌ ‌ که عیان گشته چو برهان کمال اسلام

گفت این نو رس عرفان که نیابی مثلش ‌ ‌ ‌ ‌ هست بی شبهه عجب تازه نهال اسلام

پی سر حیله بخوان مصرع سال طبعش ‌ ‌ ‌ ‌ که مکمل شده مرآت جمال اسلام

۱۳۰۹ هجری

قطعه تاریخ اختتام طبع رساله از مولفه جناب شمس العلما مولوی سید محمد علی حسن صاحب مدظله العالی از تصنیف فاضل ذکی المولوی سید محمد احفاد الحسین صاحب البهیروی الواسطی دام مجده الهنا

بیا بلطف بده ساقیا بهو بجام ‌ ‌ ‌ ‌ که تو بهار درآمد بگلشن اسلام

بیا و ساغر کوثر کنون بده پیهم ‌ ‌ ‌ ‌ که داده صحن چمن را نسیم تازه نظام

ببوستان جهان از شمیم غنچه و گل ‌ ‌ ‌ ‌ دماغ اهل معانی معطر است تمام

گل معانی رنگین شگفته چون نرگس ‌ ‌ ‌ ‌ بهار تازه عیان شد بباغ علم کلام

به بین که شاهد معنی رخ از نقاب کشود ‌ ‌ ‌ ‌ به بین عروس چمن سر نموده طرفه پیام

سپهر اوج علی حسن که از فکرش ‌ ‌ ‌ ‌ سخن بعرشه عرش برین گرفته مقام

رخش چو مهر درخشان اوج عز و حشم ‌ ‌ ‌ ‌ نشان سجده چو اختر جبین چو ماه تمام

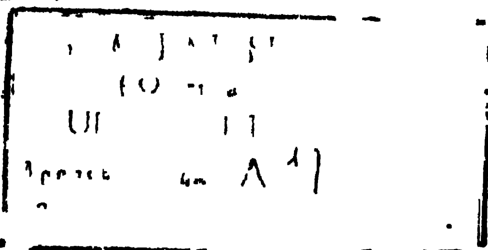
محیط فیض و کرم یم بحر علم و کنز حکم ‌ ‌ ‌ ‌ دلیل رشد و تقا هادی خواص و عوام

مدام سرخوش راح معارف تحقیق ‌ ‌ ‌ ‌ مدام نغمه سراسے محامد علام

به بین جهاد و غزالش بعرصهٔ تحقیق
بلطف فیض عمیمش مفیض اهل جهان
شود چو طبلهٔ عطار عرصهٔ امکان
مدام ظل همایون او بود ممدود
نموده جمع کتابی چو مهر تابنده
بیاض او همه پر نور همچو عارض حور
ز فیض طبع بهارین و ابر خامهٔ او
خزینه‌ایست ز تحقیق عمدهٔ اقوال
بچشم منصف حق بین هلال عید طرب
مشام خلق معطر شده بفضل خدا
بغوص فکر رسا این لآلی تحقیق
بگفت خضر بگو بهر سالش ای احفاد

به بین بدست وی این خامه تیز تر ز حسام
بدست جود و عطا دستگیر بهر انام
بیاد خلقش اگر سر کند نسیم خرام
بحق خیر انام و بحق آل کرام
بصفحه صفحه منور مثال ماه تمام
سواد او همه مشکین چو زلف عنبر فام
گل نجات شگفته ز بهر نهال کلام
سر مؤلفش نهندش اگر بفرق انام
بقلب و جان معاند برنده همچو حسام
ازین چمن که شگفته در و اصول کلام
بسلک ضبط کشید به بهترین نظام
زهی صحیفه که تالیف شد ز علم کلام
سنه ۱۳۰۱ هجری

تمت بالخیر



فہرست اغلاط رسالہ جسکے بموجب ہر شخص کو چاہئے کہ تصحیح رسالہ کرلین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٩	١٣	کیجاوین	کیجائین
١٠	١٧	والد	والد
١٢	١٢	اعتبارہی	اعتباری
١٤	١٦	ہے	سے
٢٢	١٥	اثام	انام
٢٤	١٣	فقرہ	فقرے
٣٤	١٣	اہل	اس
٣٨	٥	ستفر	ستفر
ایضاً	٩	تلو	تو
ایضاً	١٤	طرفسی کسی	طرف کسی
ایضاً	ایضاً	قارق	خارق
٣٩	١٠	ونہون	اونہون
٤٠	٣	تکمیلات	تکمیلات
٤١	٢	لئے	سلئے
ایضاً	١٠	کیونلہ ٹکروہ	کیونکہ اگروہ
٤٢	٨	تکملہ	تکملہ
٤٣	١٣	امار	امام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٤	٢	محمد ابن علی	محمدؐ ابن علیؑ
ایضاً	١٦	اوبرحق	اوپرخلق
٤٥	٧	استع	اشجع
٤٦	١٣	حیلہ	جبکہ
ایضاً	ایضاً	تو	تو
٤٩	٥	الووح	الرّوح
ایضاً	١٦	جنت ونار	جنت ونار
٥٠	٢	سوال منکر	سوال منکر
ایضاً	٤	خبرموی	خبردی
ایضاً	٦	آلکا	آئیگا
ایضاً	١٢	کیلئے	کے لئے
ایضاً	١٦	تجل	تجمل
٥٢	٢	آفتر	آخر
ایضاً	ایضاً	یعض	بعض
٥٣	١	اموات کاہی	اموات کا
ایضاً	٣	مدور	مذکور
ایضاً	٦	نکیجابجا	نکیجاسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۹	زندہ	زمدہ
۵۴	۳	دیتا	دنیا
ایضاً	۵	بالیقین	بالتعیین
ایضاً	۶	نسساقط	نہ ساقط
ایضاً	۱۲	معنزلہ	معتزلہ
ایضاً	۱۵	جوابات	جو آیات
ایضاً	۱۷	غاضل	فاضل
۵۵	۷	اور وہی	اور وہ بھی
ایضاً	۱۶	اور صورت	اور درصورت
۵۶	۱	آحر	آخر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۴	متروک سے	متروک ہے
ایضاً	۵	اامک	ایک
۵۷	۱	سنیے	سبھے
۵۸	۹	نصیب ہونگی	سے کامیاب ہونگی
ایضاً	۱۳	حسن و معاشرت	حسن معاشرت
۵۹	۳	کرڑوڑون	کرورون
ایضاً	۹	اوسکے تفصیل	اونکی تفصیل
ایضاً	۱۱	لطفون	لطفون
ایضاً	۱۳	جتتک	جتنک

تمت بالخیر

فہرست اغلاط حواشی رسالہ جسکی تصحیح ہر شخص کو کرنا چاہیئے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	۱۶	شریف	تعریف
۸	۷	۳	اوسکے	کسی ذات کے
۱۰	۱	۲	حکمائی	حکما کے
۱۱	۱	۵	ث	ہ
"	"	۱۰	سے	ہیں
۲۰	۲	۲۳	وہ	کچھ
۲۲	۱	۴	سو	جو
۲۵	۱	۱۲	ذات	ذات
۳۳	۱	۱۱	بوجوجہ	جو بوجہ
"	"	۱۲	بندہ کے	بندہ کی جو

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۲	۱۶	تیسرے دلیل	تیسرے دلیل
۳۷	۱	۱۶	اوسکو	اوسکو
"	"	۱۸	سے	ہی کہ
"	"	۳۵	الحاکمین	الحاکمین کے
۳۹	۱	تمام حاشیہ	×	لکھنا چاہیے [illegible]
"	"	۱۰	ہوتا تہا	نہ ہوتا تہا
"	"	۳۰	کوڑی	کوری
۴۱	۱	۱۲	حکمت سے	حکمت سے [illegible]
"	۱	۱	دوسرے	دوسرے
"	"	۶	دو	دور

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
〃	〃	٧	کیا	کہا
〃	〃	١٢	ضرورت	ضرور
〃	〃	١٥	مخاطت	جماعت
٤٣	١	٢	ایماہوا	ایماہواہے
〃	〃	٣٧	قرآئی	قرآنی
〃	〃	٤٤	ھامی	تمامی
〃	〃	٤٥	مین	ہین
٤٤	١	٦	بعرض	بغرض
٥٢	١	٥	بخسش	بخشش
〃	〃	٧	بابتنا	بِاٰیٰتِنَا
〃	〃	١٢	چھوٹلاتے	جھوٹلاتے
〃	〃	١٣	تشانیون	نشانیون
〃	〃	١٧	چھوٹلایا	جھوٹلایا
〃	〃	١٩	عار	عامّہ
〃	〃	٢٥	سا	کا
〃	〃	٣٥	تحقیق	بتحقیق
〃	〃	٣٦	تجہیرپر	تجہیر
〃	〃	٣٧	جان لے	جاننے
〃	〃	٣٨	سرنیوالا	پھیرنیوالا
〃	〃	٤١	یہ	آیہ

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
٦١	٤٠	١٨	مماحف	مصاحف
٦٢	١	٦	غَیبِ مَخلُوقٍ	غَیرِ مَخلُوقٍ
〃	〃	〃	لعدد وجہ	تعدد وجہ
〃	٢	٧	صفحہ ٥٥	صفحہ ٣٦
〃	٣	١٣	دَبِّکُمْ	رَبِّکُمْ
〃	〃	٣٤	الرَّحمۃ	اَلرَّحْمَۃَ
〃	〃	١٧	فیخ کر	[illegible]
〃	〃	١٩	نہ خلت	تدخلت
〃	〃	٢٠	اہل سنت	اہل سنّت
〃	٤	٢٦	نبوت	نبوّت
〃	〃	٢٧	کردیے	کردی
〃	〃	٢٨	گونبان	گوئیان
٦٦	١	٢١	لوٹی	لوڑی
٦٧	〃	٨	[illegible]	[illegible]
〃	〃	١٤	[illegible]	[illegible]
٦٨	〃	٩	ایگ	[illegible]
٧٠	〃	٣٠	[illegible]	پوچھنا
٧١	〃	٥	پوچھتے	پوچھنا
٧٢	٤٠	٢٠	جبسا	جوسکے
٧٣	〃	٢٢	پورلیا	پورے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷	"	۶	کہوارہ	گہوارہ
"	"	۱۸	آنجانب	کیجانب
۷۵	"	۴	ثابت	ثابت ہے
۷۶	"	۱۲	اوعقول	اورعقول
۷۷	"	۲	مام	تام

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
"	"	۵	اسطح	اسطرح
"	"	۹	آدمی	آدمی مر
"	"	۱۷	جسمیت لفظ	جسمیت
۷۸	"	۶	اوسکے محال	اونکی محال

تمت بالخیر والعافیہ

واضح رہے کہ جہان تک قلت فرصت مین تصحیح ممکن ہوئی کی گئی اور احباب سے التماس ہے کہ جہان سوا اسکے غلطی ملاحظہ کرین ازراہ عنایت تصحیح فرما کے شکر گذار فرمائیں فقط

تمام شد بتاریخ ۱۹ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۲۵ ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء بمقام لکھنؤ بہ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بحسن اہتمام مالک مطبع سید عابد علی در مطبع اثنا عشری حلیہ طبع پوشید

اطلاع

اس کتاب کو بلا اجازت کوئی صاحب نہ چھاپین نہ چھپوائیں فقط

